U10136. Date 6-1-10

Title - AAINA-E-MUSHAYRA-

Creator - Murattiba Suroor Qadri.

Publisher - Munshi Abdul Aziz Press (Agra).

Date - 1910

Pages - 56.

Subjects - Urdu Shayari - Mushayre; Urdu Shayari - Intikhab Kalaam Shora.

اِنّ من الشعر لحکمۃ واِنّ من البیان لسحرا

آئینۂ مشاعرہ

(یعنی)

مشاعرہ بھوپال منعقدہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ

۱۸ اگست ۱۹۱۰ء

(مرتبہ)

سرور قادری

باہتمام منشی عبدالعزیز خان عزیزی پریس آگرہ میں چھپا

عمل جان پرنٹر عزیزی پریس

نذر

یہ مجموعہ غزلیات جس مین ہندوستان کے مشہور اور مستند سخن نگار کے پاکیزہ اور نفیس خیالات شامل ہین انتہائے جوش عقیدتمندی سے شاعر عرش آشیان نجم الدولہ دبیرالملک نواب مرزا اسد اللہ خان غالب نظام یار جنگ بہادر اعلے اللہ مقامہ کے نام نامی و اسم گرامی پر نذر کیا جاتا ہے محض اس غرض سے کہ اوس روح مقدس کو یہ معلوم کرکے مسرت ہو کہ اوسنے جن پودون کو خون جگر سے سینچا تھا وہ آج بڑے تنا ور درخت ہوکر شاہراہ علم و ادب کے مسافرون پر سایہ کیے ہوے ہین۔

محض اس غرض سے کہ اوس پاک روح کو یہ امر موجب نشاط ہو کہ اوسنے جس خارزار کو ہموار اور صاف راستہ بنانے مین بے شمار مصائب اوٹھائے ہین اوس پر آج ہزارون راہگیر اوسکے نام پر درود و تحیات بھیجتے ہوے منزل مقصود کو پہونچ رہے ہین۔ محض اس غرض سے کہ اوس خلد مکان کیلئے یہ خبر باعث ابتہاج ہو کہ اوسکے بتلا ہوے راستہ پر آج سیکڑون چل رہے ہین اور ہزارون کمرہمت باندہے بیٹھے ہین۔

درحقیقت میرزا غالب برد اللہ مضجعہ و نوراللہ مرقدہ ایک خضر طریق یا بالفاظ دیگر امت شعرا کے ایک مسلمہ لیڈر۔ اور ایک برحق پیغمبر تھے۔ جن کی حقیقی مدح سرائی مین ابدالاباد تک زبان و قلم دونون قاصر رہینگے۔

نیازمند مع اپنے احباب کے اوسکی مشہد مقدس پر نہایت خلوص کیساتھ گلہائے بوقلمون کا سحر طراز گلدستہ پیش کرتا ہے۔ خدا اوسکے مزار مطہر کو پہولون سے بہرے۔ آمین +

"سکریٹری مشاعرہ"

تعارف

بزم شعرا مین جن باکمال حضرات نے شرکت فرمائی - یا اپنے لاجواب کلام سے سرفرازی کا موقع دیا اون مین سے چند قابل الذکر حضرات کا مختصر حال اس طریق سے لکھا جاتا ہے کہ پبلک ان کا کلام دیکھنے سے پہلے ان سے تعارف کر لے۔

احسن - سید علی حسین صاحب احسن مارہروی - مشائخ مارہرہ سے نواب فصیح الملک کے قدیم شاگردون مین ہین - آپ کا کلام نہایت اعلے پیمانہ کا اور اوستاد کے رنگ کلام سے بہت ملتا جلتا ہے - رسالہ فصیح الملک کے آپ ایڈیٹر ہین

امیر - جناب امیر احمد صاحب بدایونی - رؤسائے بدایون سے ہین - فن شاعری مین آپ کو کمال حاصل ہے - اردو زبان کے حامیون مین ہین - فی الحال آپنے آل انڈیا اردو کانفرنس کی بنیاد ڈالی ہے - جسکے آپ جنرل سکریٹری ہین

احسن - سید معین الدین حسن صاحب شرفاو معززین دہلی سے ہین - شاعری مین بخوبی دستگاہ رکھتے ہین -

ابر - حکیم علی محسن خان صاحب ابر - خوشگویان لکھنؤ سے ہین - رسالہ معیار آپ کی ایڈیٹری مین نہایت کامیابی کے ساتھ نکل رہا ہے - میر و غالب کے مقلد ہین -

اقبال - پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے - پی - ایچ ڈی - بیرسٹر ایٹ لا - صوبہ پنجاب کے قابل فخر انشا پردازون مین - اور تعلیم یافتہ سوسائٹی کو مایۂ ناز ہین -

ارشد۔ منشی رشید احمد صاحب تھانوی اردو زبان کے حامیوں میں ہیں۔ ہندوستان کے مشہور رسائل و اخبارات میں آپ کی انشا پردازی کے پاکیزہ نمونے قابل دید ہیں۔

احسن۔ سید مہدی حسن صاحب احسن۔ مولف واقعات انیس۔ نبیرہ حکیم نواب مرزا صاحب شوق لکھنوی مرحوم مصنف زہر عشق و لذت عشق و فریب عشق وغیرہ وغیرہ۔ آپ ہندوستان کے مشہور ڈراما نویسوں میں ہیں۔ بھول بھلیاں خون ناحق۔ علی بابا چالیس چور۔ مرچنٹ آف وینس۔ کنک تارا وغیرہ وغیرہ نہایت زبردست ڈرامے آپ کے قلم سے نکل کر قبولیت عام کا خلعت پا چکے ہیں شاعری میں آپ کا رنگ بہت لاجواب ہے۔ فی الحال آپ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی کے پلے رائٹر اور ڈراماٹسٹ ہیں۔

بزم۔ مرزا عاشق حسین صاحب اکبرآبادی نبیرہ نیر مرحوم آپ کہن مشق شاعر اور صاحب دیوان ہیں۔ آپ کا کلام بہت پر مغز ہے۔ فی الحال ریاست رامپور میں درباری شاعر ہیں۔

خالص۔ حافظ سلیمان صاحب۔ بھوپال کے نغز گو شعرا میں ہیں۔ آپ کا کلام نہایت پر لطف ہوتا ہے کہنہ مشق شاعر ہیں۔

خنجر۔ سید محمد عالم صاحب مارہروی تلمیذ جناب احسن مارہروی۔ آپ کا کلام بہت دلکش ہوتا ہے۔

دلبر۔ سید امیر حسن صاحب رئیس مارہرہ تلمیذ نواب فصیح الملک مرحوم۔ آپ کا طرز کلام بہت دلچسپ ہے۔

ریاض۔ سید ریاض احمد صاحب خیرآبادی ہندوستان کے نامی اور مشہور شعرا میں ہیں۔ آپ کا کلام بہت شوخ اور چلبلا ہوتا ہے۔ ریاض الاخبار لکھنو کے ایڈیٹر ہیں

رونق - منشی پیارے لال صاحب دہلوی - دہلی کے مشہور اور صاحب دیوان شعرا میں ہیں - رسالہ "کمال دہلی" کے ایڈیٹر ہیں -

رعنا - سید بادشاہ حسین صاحب آپ شاگرد و معززین لکھنؤ میں سے ہیں کلام بہت عمدہ ہے

سحر - منشی سراج میر خان صاحب قدیم متوسل ریاست بہوپال - آپ ایک کہنہ مشق اور بلند پایہ شاعر ہیں - آپ کا کلام واقعی سحر حلال ہے -

سائل ابوالمعظم نواب سراج الدین احمد خان صاحب دہلوی داماد حضرت فصیح الملک داغ مرحوم - آپ اکابر روساء شہر دہلی سے ہیں - فارسی کلام بہت لاجواب ہوتا ہے - اردو میں جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ اپنے رنگ کا مکمل نمونہ ہوتا ہے

شیدا منشی جیدی پرشاد صاحب دہلوی - آپ ایک نغز گو شاعر ہونے کے علاوہ ایک سحر نگار انشا پرداز ہیں - اور رسالہ "کمال دہلی" کے آپ اڈیٹر ہیں -

ظہیر - راقم الدولہ سید ظہیر الدین حسین خان صاحب دہلوی یادگار خاقانی ہند حضرت ذوق مرحوم - آپ کے دو دیوان مطبوعہ ملک میں شایع ہو چکے ہیں قصائد اور غزل گوئی میں آپ مسلم الثبوت اوستاد تسلیم کیے گیے ہیں - گو آپ کی عمر بہت زیادہ ہے مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ شعر و سخن کا سلسلہ جاری ہے خلق مجسم اور صاحبدل ہیں - آپ کا قیام فی الحال بلدہ حیدرآباد دکن ہے

عزیز - مولوی مرزا ہادی صاحب - لکھنؤ کے مشہور اور مستند شاعر ہیں شاعری میں آپ کا پایہ بہت اونچا ہے -

عالی - سید ابن علی صاحب صفی پوری - آپ رؤساء صفی پور ضلع اوناو سے ہیں - آپ کا کلام بہت دلچسپ اور اپنے رنگ میں بے نظیر اور جو کچھ لکھتے ہیں وہ قابل قدر ہوتا ہے - شعراء بہوپال میں ایک خاص خصوصیت رکھتے ہیں

عطا - بابو عطا محمد صاحب وکیل بدایون تلمیذ نواب فصیح الملک مرحوم - باعتبار شاعری
آپ ایک ممتاز درجہ رکھتے ہین - اور فی الحال اردو آل انڈیا کانفرنس
کے جوائینٹ سکریٹری ہین -

عیش - سید امراؤ علی صاحب - شاگردان داغ مین آپ خصوصیت کے ساتھہ
قابل ذکر ہین - اگرچہ آپکا گوشۂ عافیت بھوپال ہے لیکن اخباری دنیا مین بھی
آپ بحیثیت ایک پرجوش مضمون نگار کے اہل قلم سے سرگرم سخن نظر آتے ہین -

قیصر - سید محمد یوسف صاحب - ایک فطرت پرست شاعر اور روشن خیال
انشا پرداز ہین - رسالہ "احجاب" اور "مالوہ ریویو" کے ایڈیٹر اور پروپرائٹر
ہین - خوشگویان بھوپال مین آپ خاص امتیازی حیثیت رکھتے ہین -

کمال - حکیم سید مہدی حسن صاحب خلف الصدق وجانشین جناب جلال لکھنوی مرحوم
آپ ہندوستان کے نامی گرامی شعرا مین ایک کہنہ مشق اور ماہر فن شاعر ہین

لطف - مفتی اکرام احمد صاحب - شاگرد حضرت میخوار - آپ شرفاو معززین
بدایون سے ہین فن شعر مین کافی دستگاہ رکھتے ہین -

محشر - سید کاظم حسین صاحب لکھنوی - لکھنؤ کے زبردست شعرا مین آپ کا
شمار ہے - کلام سے کہنہ مشقی اور سلاست ظاہر ہے - جو آپ کے صاحب کمال
ہونے کا ثبوت ہے -

مرزا - مرزا محمد ہادی صاحب بی اے پروفیسر کرسچین کالج لکھنو - لکھنؤ کے نامی
شعرا مین ہین کلام مین غالبیت کا گہرا رنگ ہے - طرز کلام بہت لاجواب ہے -

نیرنگ - میر غلام بھیک صاحب بی اے - پلیڈر انبالہ - صوبہ پنجاب
کے ممتاز انشا پردازون اور قابل فخر شاعرون مین آپ کا شمار ہے -

رودادِ مشاعرہ

۱۸ اگست ۱۹۱۰ء شب پنجشنبہ کو دس بجے کے وقت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب کے مکان کے ایک بڑے ہال مین یہ مشاعرہ ہوا نو بجے شرکاء مشاعرے کی آمد شروع ہوئی۔ معززین شہر و عمائدین ملک و شائقین و سامعین سے دس بجے تک ہزار آٹھ سو سے زیادہ جمع ہو گئے۔ دس بج کے ۴۳ منٹ پر شمع کو گردش دی گئی۔ باہر کی آئی ہوئی غزلین سنانے کے واسطے نیاز مند سکریٹری اور سید معین الدین حسن صاحب دہلوی تجویز کئے گئے۔ جنہون نے نہایت مستعدی سے اپنے کام کو انجام دیا۔

کثرت سے لوگون کا خیال تھا کہ اس زمین مین غزل لکھنا بالکل عبث ہے اساتذہ سلف خصوصاً مرزا غالب کی ہم نوائی کرنا کوئی آسان بات نہین ہے مگر جیسا کہ غزلون سے ثابت ہوگا شعرا نے اپنی زور طبع سے وہ وہ گل کترے کہ حاضرین جھوم جھوم اوٹھے اور یہ زمین گلستان بن گئی۔

باہر کی آئی ہوئی غزلین نہایت دلچسپی اور ذوق و شوق کے ساتھ سنی گئین۔ اور ہر ہر شعر پر خوب ہی داد دی گئی۔ اور خلاف امید اس مشاعرہ کو کامیابی ہوئی۔ جن بزرگون کے نام سلسلۂ انٹروڈکشن مین ملاحظہ فرمائے گئے ہین۔ اون کی غزلین چوٹی کی غزلین ہین جنہون نے مشاعرہ کو چار چاند لگائے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہین حضرات کی بدولت محفل سخن چمک اوٹھی اور بقول بعض شرفا بھوپال۔ یہ مشاعرہ اپنے رنگ ڈھنگ کا پہلا مشاعرہ تھا۔ ساڑھے پانچ بجے صبح کے یہ محفل برخاست ہوئی۔ چونکہ بہت سے حضرات کی غزلین باقی رہگئی تھین۔ اور یہ امر قرین انصاف نہ تھا کہ اون حضرات کے کلام کو جنہون نے دنون غور و فکر کر کے آج کے واسطے کافی ذخیرہ فراہم کیا تھا نہ سنا جاوے اس لیے مشاعرہ کے تیسرے دن پھر ایک مشاعرہ کیا گیا جس مین اون شاعرون کی گلفشانی کے علاوہ کچھ کلام غیر طرح بھی شامل تھا اور دس بجے شام سے صبح کے پانچ بجے تک نہایت دلچسپی سے گذری۔ اور خدا کا لاکھ لاکھ

شکر ہے کہ یہ محفل بہ نسبت اور مشاعرون بھوپال کے نہایت تہذیب اور شایستگی سے رہی - منشی سید محمود علی صاحب شہزادہ سلطان عالم صاحب - منشی احمد رضا صاحب ہیڈ کلرک - منشی عبد الحی صاحب نجر - حسین صاحب حبیب - سید معین الدین حسن صاحب دہلوی اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹیری فرمانروائے بھوپال - جناب ارشد تھانوی اسسٹنٹ کورٹ انسپکٹر دربار بھوپال - جناب قیصر صاحب اڈیٹر الحجاب و مالوہ ریویو کے حسن انتظام سے بزم شعر بہت ہی پر رونق رہی - مین ان حضرات کی کارگزاری کا مشکور ہون سخت ناسپاسی ہو گی اگر مین اون حضرات کا شکریہ ادا نہ کرون جنہون نے مہربانی فرماکر اور اپنے بہت سے کام ہرج کر کے محض اس مشاعرہ کے واسطے غزلین لکہین اور روانہ کین - ڈاکٹر پروفیسر اقبال صاحب - میر نیرنگ صاحب - جناب ریاض صاحب - جناب ابر صاحب لکہنوی جناب احسن صاحب مارہروی حضرت ظہیر صاحب دہلوی مد ظلہ - جناب کمال صاحب لکہنوی جناب امیر صاحب بدایونی - جناب عطا صاحب بدایونی وغیرہ وغیرہ اور جس قدر حضرات نے از راہ نوازش و ہمدردی مجھے مرہون منت بنایا - جب تک میرے منہ مین زبان ہے مین انکے اس احسان اور منت پذیری مین ہمیشہ ہمیشہ رطب اللسان رہونگا - اور مجھے پوری طور پر یقین ہے کہ اگر پھر کبھی یاران ہم مشرب کی ترغیب سے اس قسم کی تکلیف دہی کا موقع ہاتھ آیا - تو یہ بزرگوار مجھے پھر ادائے شکر مین ترانہ سنج پائین گے اور اس حقیر بے بضاعت کو دل سے فراموش نہ فرمائین گے -

اپنی اس تحریر کو ختم کرنے سے پہلے مجھے ممبران کمیٹی انتخاب غزلیات یعنے سید ابن علی صاحب عالی و جناب سید حسن صاحب سید و جناب سید معین الدین حسن صاحب احسن دہلوی و جناب سید بادشاہ حسین صاحب رعنا لکہنوی و جناب حافظ سلیمان صاحب خالص جناب منشی رشید احمد صاحب تھانوی و جناب سید محمد یوسف صاحب قیصر اڈیٹر الحجاب مالوہ ریویو کا سپاس گزار ہونا ضرور ہے جنہون نے نہایت نیک نیتی سے غزلون کا انتخاب کر کے اس گلدستہ کو ایسا گلدستہ بنا دیا کہ جسکی مضامین کی مہک اہل سخن کے دماغون کو ہمیشہ معطر کرتی رہیگی -

آپکا مرہون منت

عبد الصمد سرور قادری بدایونی -

شاعری

شاعری کی ابتدا جب ہماری تاریک زمین منجمد ہو کر رہنے کے قابل ہوئی اور انسان کی صورتین اوس پر نظر آنے لگین تفہیم کے خیالات پیدا ہو گئے۔ یون سمجھنا چاہیے کہ نسل انسان کے ساتھ شعرگوئی کی پیدائش ہے۔ عالمان علم اللسان تو یہان تک کہہ گئے ہین کہ انسان مین جب بولنے کی قوت پیدا ہوئی اور وہ اپنے خیالات کو آواز کے نشیب و فراز پر ظاہر کرنے لگا۔ اوسی وقت سے وہ گونجتے ہوئے جنگلون اور پہاڑون مین اپنی آواز سے حظ اٹھانے کے واسطے ایسی صدائین نکالتا کہ جو اوسکے کانون تک پہونچکر اوسکو ان حرکتون کا اندازہ دلاتین۔ اوس نے ان صداون سے اپنے تلفظ کو موزون کیا جو سلسلہ بسلسلہ ترقی پذیر ہو کر شاعری یا نظم گوئی سے تعبیر کیا جانے لگا

امریکہ کے عجائب خانہ مین کثرت سے اون کی موزون خیالی اور لٹریچر کی مثالین موجود ہین کہ جو شاعری کو ابتداے نسل انسانی کے ساتھ وابستہ کرنے پر مجبور کرتی ہین

ابتداے آفرینش سے سیکڑون زبانون مین شاعری کی مثالین دیکھی جاتی ہین مگر قابل الذکر زبانون کی شاعری بحیثیت اون کے موجود ہونے کے ذیل مین ظاہر کیجاتی ہے

ہندی شاعری جس زمانہ مین کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نام لیوا باختر کے گہری غارون مین بیٹھے ہوئے بناس پتی اور بارش کے کھارے پانی پر زندگی کے دن پورے کر رہے تھے۔ آریہ ورت کے پنڈتون کے بھجن مذہب کی بنیادین قائم کر چکے تھے، آریہ قوم کی شاعری کا ترانہ مذہبی ایوان کی دیوارون سے ٹکرا رہا تھا اور اون کے

استحکام مذہب کا سب سے زبردست ذریعہ وہی ترانہ سنجی تھی جو اس شریعت کے سالکون کی مجوزہ اور متفقہ اصول سے پاس ہو چکی تھی -

ایک ویدک لٹریچر کا فاضل (جو بقول بعض لغو گو مورخون کے حضرت عیسیٰ کا اوستاد بھی رہ چکا ہے) ہندی شاعری کا مسلم الثبوت اوستاد مانا گیا ہے - جسکا نام نامی ریاما من ہے گو آگے چل کر ہم اسی پاگیزہ لٹریچر کے دامن پر ناپاک چند بانکے دھبے دیکھتے ہین - جسکو نسبت یہ کہنا آسان ہے کہ ہندی شاعری نے بہت سے نوجوان خیالات کو "لٹریری عیاشی" بنا دیا - اور اس زمانہ مین ہم کو مشکل سے ایسے نوجوان خوبصورت ہندوانی عورت کی صورت نظر آئے گی - جسکے گورے گورے رخسارون پر غلیظ خواہشات کے میل اور عیاشی کے بھرپور کالے داغ نظر نہ آئین مگر اس سے کسی صورت سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ ہندوستان کی شاعری نے نہ صرف خود ہی ترقی کی بلکہ اپنے ساتھ ہی فن تصویر کشی، علم موسیقی، علم المقادیر کی بنیاد ڈالی اور اون کو فروغ دیا جس کو رائل موزیکل سوسائٹی کے ایک فاضل ممبر نے نہایت شاندار لفظون مین سراہا ہے -

بکرماجیت کے عہد مین ہندوستان کی شاعری قابل تعریف شاعری ہے - اور اسمین لطیف اور بہک ترین پیرایہ مین مشاہدات قطرت اور مناظر قدرت کی دلچسپیون سے جسقدر بحث کی ہے، ہم سچی شاعری مین اس کا عشر عشیر نہین پاتے - ہندوستان کا ملک الشعر کالیداس جو اس فن کا مسلم الثبوت اوستاد گذرا ہے اس نے ڈراما نویسی کی ایجاد کے ساتھ ہی شاعری کی ایک چھپی ہوئی رگ کو تاڑ لیا اور مذہبی بھجنون کے دائرے سے علیحدہ ہو کر شاعری کو نہایت موزون موقع پر استعمال کیا - اوس کے اوسکے بعد کی ہندی شعرا نے بھی کچھ کم کمال نہین دکھایا - ہندی شاعری کی ترقی مین شاعری نے کوشش کی

اور کامیاب ہوئے ، اس زبان کو ایسا صاف اور شیرین بنا دیا کہ باختر کے پہاڑون کی چھپی ہوئی بھیڑون کی پیاس اس چشمہ سے آکر بجھی۔ اور آج ہر قوم نے مان لیا ہے کہ ہندوستان کی شاعری اعلیٰ جذبات پیدا کرتی ہین اور مناظر فطرت کی سچی لفظون مین تصویر کھینچنے مین اپنی زبان کا ایک مکمل نمونہ اور اپنے ادب کا ایک بزرگ ترین حصہ ہے

فارسی شاعری ہندی شاعری کے بعد فارسی شاعری کا نمبر ہے۔

جسطرح شریعت زروشت نے "امرد پرستی" کو رکن عبادت قرار دیا اسی طرح شاعری کو بھی آتشکدون مین ٹھہرنے کی عزت دی گئی۔

آگ کے سامنے ایک خوبصورت نازک اندام لڑکا حریر کا لباس پہنے ہوئے نہایت دلربایانہ انداز مین شعر پڑھ رہا ہے اوسکے قریب ایک دیو پیکر "امام آتشکدہ" بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے کمسن خوبصورت لڑکے نے نظم ختم کی اور موٹی اور ابھری ہوئی رگون والے ہاتھون نے اوسکی نازک کلائیان تھام کر اپنی سیاہ آغوش مین جگہہ دی۔ فارسی شاعری مین جو امرد پرستی کا مینا بازار لگا ہوا ہے۔ یہ سب اوسی عہد عتیق کے آثار ہین۔ اوسکے بعد فارسی شاعری، شجاعانہ شاعری اور زبان کے ایک زبردست حصہ کی مالک بن گئی ہر ایک رنگ کی جھلک ان پردون سے نظر آتی ہے۔ مگر زردشتی رہنی سے جس رنگ کو ٹپکایا وہ گہرا رنگ ہے اور اوس کا رنگا ہوا لباس شاعری کے بدن سے کسیطرح نہ اوتر سکا۔ یعنے امرد پرستی کی وہ چنگاری جو آتشکدون کی شاعری سے چمک اوٹھی تھی پھر نہ بجھی۔ مگر اسمین کسی طرح شک نہین کیا جاسکتا کہ فارسی شاعری ایک جوشیلی اور مردانہ شاعری ہے۔ اس نے مختلف علوم کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ گو جلوہ زار قدرت کی حقیقی ستایشگری اس مین خال خال ہے اور بہت سے ممکنات کا پہلو اس نے اختیار کر لیا ہے مگر غائر نظر سے دیکھنے کے لحاظ

پیرایہ قائم کرنا جائز ہے کہ فارسی شاعری اپنی اصلی زبان مین مقامی حیثیت سے نہایت اعلیٰ وارفع ہے۔

عربی شاعری   اسکے بعد "ریگستانی شاعری" کا دور ہے۔

عربی لٹریچر کی وسعت غیر محدود ہے اور اوسکے ادیبون کی تعداد لاانتہا ہے وہان عربی زبان کی ایجاد ہوئی تہی شاعری کا کلمہ پڑہا جانے لگا کچہہ تو "یہودی لٹریچر" کی بچی کہچی پونچی تہی اور کچہہ "زردشتی شاعری" کے چینٹے اونکی لانبی لانبی استینون پر پڑ گئے۔ وہ لوگ ازل سے ایک جدت پسند اور ہوشیار طبیعت اپنے ساتہہ لائے تہے خوب ہی کہل کہیلے اور اس میدان مین وہ وہ گہوڑے دوڑائے کہ سب کو نیچا دکہایا۔
پہلے شاعری نہایت موٹے اور دبیز لفظون کے ساتہہ ہوئی جو ایک حد تک نامطبوع خیال کی گئی۔ کیونکہ زبان کی ابتدائی حالت تہی نئے نئے محاورون اور اصطلاحات کا پل بندہا ہوا تہا اور اودہر عربی خرادسنسکرت، فارسی، یونانی، عبرانی، کے روزمرہ کو نہایت خوبصورتی کے ساتہہ چہیل چہیل کر عربی کی گرم بازاری بتا رہا تہا کچہہ زمانہ کے بعد جب عربی ٹہوس حالت مین ہوئی تو شاعری ایک نئی اور شاندار صورت مین رنگیلے اسٹیج پہ آکر جلوہ گر ہوئی یورپ کے محققین کا خیال ہے اور بجا خیال ہے کہ عربی شاعری دلی جذبات کے اکسانے مین اور خیالات کو ایک طرف سے دوسری طرف پلٹ دینے مین اس قدر کارگر ثابت ہوئی ہے کہ مشکل سے اوسکی مثال دوسری زبان کی شاعری مین دیکہہ سکتے ہین

اور واقعی بات ہے کہ عربی نظم نے نہ صرف محفلون کو زینت دی بلکہ لڑائی کے موقعون پر اس سے بڑہ کر کوئی آلات حرب کام نہ دے سکا اس نے سیکڑون کے گلے کٹوا دیئے اور قبیلہ کے قبیلہ نیست ونابود کر دیے۔

رزمگاہ مین صفون کے ادہر اودہر خوبصورت لڑکیان سنگار کئے ہوے نہایت

چھنتے ہوئے لفظون مین شعر خوانی کرکے میدان کو خون کا سمندر بنا دیتی تہین۔ جنتی خیالی کرشن
اسی نظم نے مصالحت اور انسانیت کی روح پہونکی۔

ہجو گوئی کے میدان مین عرب شہسوارون نے جسقدر رنگ و تاز کی ہے وہ باعتبار
اونکی فصاحت اور بلاغت کے قابل مدح ہے۔ فصیحان عرب نے شاعری کو جسقدر
بنایا اور جسقدر اوسکو اپنے مسر چڑہایا وہ ہر پہلو سے مایہ ناز ہے گو قرینۂ شیخ دمشق و
یمن کے اکثر شہوت پرست شاعرون نے چاہا کہ فارسی کی طرح اس کو بھی عیاشانہ شاعری
بنائین، شعر لکھے، عورتون پر جھکے، اور خواہش ہوئی کہ اس شفاف پانی کو گندا کرین
مگر مرکزی شاعری کا سیلاب کچھہ ایسا امڈا ہوا تہا کہ اوسکے اونچے ہچکولون سے ان ناپاک
موجون کو چٹانون سے ٹکراکر توڑ دیا۔

ہارون الرشید کے ایوان ادب اور فلسفہ مین اگر نظم کی بچی کاری نہوتی تو غالباً
اوسکے جلد گر جانے مین کچھہ شبہہ نہ تہا، اوس نے ادیبون اور فلسفیون کے زانو بزانو
شاعرون کو جگہ دی۔

اور جس طرح وہ مجالس فلاسفہ و حکمت کا صدر نشین تہا ویسے ہی محافل شعرا مین
وہ ایک بالاترین مسند نشین تہا۔

انگریزی شاعری امت مسیح جو ابتک پہاڑون کے درون اور غارون مین پڑی
ہوئی تہی۔ یکایک چونکی، کروٹ بدلی، اوٹھی اور اوٹھکر دیکھا تو ساری دنیا پر ایک نور کا
سمان چہایا ہوا ہے، وہ یاچل کی چوٹیون پر ویدک اور سنسکرت لٹریچر کا آفتاب چمک
رہا ہے ہندوستانی سہیلیان ہاتھون مین ہاتھہ لئے ناچ رہی ہین اور شاعری کی
ہولی کہیل رہی ہین۔ اودہر عرب کے ریگستانی زمین پر تہذیب اور تمدن کی بارش ہو رہی ہے
تمام فضلا، عرب یونانی، عبرانی، اور دیگر مٹجانے والی زبانون کا ذخیرہ اونٹون پر لادکر

لیے جا رہے ہین اور اس سے عربی زبان کی پونجی مین اضافہ ہو رہا ہے - یہان کے شاعرون نے کوس "لمن الملکی" بجار کھا ہے - اودھر ایرانی سوسایٹی اپنا سکہ جمائے ہوے ہے - اوس نے علوم و فنون کو اپنے زیر اثر کر رکھا ہے - شعرا کے تیور چڑھے ہوے ہین

ان ہوشربا مناظر کو دیکھکر ان کے جسم مین ایک تھرتھری پیدا ہوئی - اپنے خاردار لباس کو وہین چھوڑ کر آگے قدم بڑھایا غریبون کے پاس کچھ پونجی تو تھی نہین جو اس بازار مین سودا کرتے سوائے اسکے کہ چوری چھپی کچھ ہاتھ لگ جائے تو روزی رنہ روزہ - یونانی اپنی رہی سہی رقم اغیار کو دیکر قبر مین پاون لٹکائے بیٹھی تھی ، عبرانی ، لاطینی زندہ درگور ہو گئی تھین ، سریانی کے پاس جو کچھ تھا وہ اوسکی چھوٹی بہن سنسکرت نے لڑ جھگڑ کر چھین لیا ، نہین تو وہی بیوہ کا چراغ بنا لیتی - مگر اس گروہ نے کچھ ادہر اودہر پھرے چاک کر عبرانی ، لاطینی ، فارسی کو اپنا سرپرست بنا لیا اور کچھ اودھار لیکر اپنی سنڈلی چھائی -

کچھ زمانے تک تو حالت ویسی ہی رہی مگر ابتدائی ترقی کا ذریعہ عروج یافتہ زبانونکا تنزل تھا اب کیا پوچھنا ہے مسیحی قوم نے جو چاہا کیا - گڑے مردے اوکھیڑے ڈبلی پابلی کتابون کو کسی ذریعہ سے دستیاب کین اور اون کو ایک نئی جزدان مین لپیٹ کر ملک مین پیش کیا -

شاعری مین اول اول وہ طریقہ اختیار کیا جو ہندی کا تھا - رفتہ رفتہ تغیرات زمانے نے اسکو بدل دیا - ان کی شاعری آزادی کے ساتھ دنیا کی ہوا کھانے لگی - گو ابتدائی شاعری مین حسب قاعدہ اونھون نے بھی بہت ٹھوکرین کھائین مگر استقلال سے کام لیا - امتحان مین پورے اوترے -

تیرہوین صدی سے اودھر مسیحی شاعری نے بکثرت عیاشانہ لٹریچر تیار کیا اور

ملک مین پھیلایا، اس سے جو نتیجہ پیدا ہوے وہ ڈھکے چھپے نہین ہین کیتھولک نے کلیساؤن کی آڑ مین شاعری کے ناپاک جذبات کا اظہار کیا۔ پروٹسٹنٹ نے کھلے بندون اس طریق عمل کو جاری کیا۔ اوس وقت یورپ کی شاعری بالکل ننگی شاعری کہی جانیکی مستحق تہی اور اپنے غلیظ خواہشات کے چھپانے مین بالکل ناکام تھے اور یہ بات نہایت وثوق کے ساتھہ کہی جاسکتی ہے کہ ہندی شاعری نے اپنے عہد شباب مین اور مسیحی شاعری نے اپنے عہد ظلمت مین اپنا ماخذ اور اپنا معیار سیاہ کاری کو قرار دیا تہا۔ اوس زمانہ کا ایک شعر پڑہو اور کانون مین اور کانون مین اونگلیان دے لو۔ ۔ اور بدن کے کپڑے اوتاردو عورتون مین بے حیائی کا اثر پیدا کرنے والی شاعری تہی۔

اسکے بعد کا دور نہایت مبارک دور ہے۔ اس مین مسیحی شاعری بکار آمد شاعری تسلیم کی جاتی ہے۔ اوس نے جن پاکیزہ پیرد ان مین انسان اور فطرت کے نقشون کو کہینچکر سادگی کی رنگ آمیزی کی وہ اس وقت ہم سواے عربی اور ہندی کی اورکسی زبان کی شاعری مین نہین پاتے۔ فلاسفۂ قدرت کا انمول نمونہ ہے۔ اس کی شعرا نے جس پہلو سے اس کو برتا ہے وہ مفید اور ازبس ضروری ہے۔ مسیحی شاعری کے اس دور مین ہم اوسکی خوبیان اور اوسکی نکتہ سنجیان دیکہکر اوسکی وسعت اور اوسکی دل آوزی کا ثبوت پارہے ہین اور یہی وجہ ہے کہ اوسکی عالمگیر شہرت اور ترقی نے دنیا کے ہر حصے مین کچھہ نہ کچھہ اپنا اقتدار پیدا کرلیا ہے۔

غرض کہ یورپ کی موجودہ شاعری اس قابل ہے کہ اسکی تقلید مین جہانتک ممکن کوشش ہوسکے ہر زبان کو تہوڑا بہت فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔

اردو شاعری شاہان ایران کی للچائی ہوئی نگاہون نے سرزمین ہند کو تاکا اور کچھہ دنون کے بعد اسس پر اپنا پرچم ٹہرانے لگے۔

"ہندی"، فارسی، اوپر تلے کی بہنین ہین۔ ایک کی مدماتی جوانی کچھہ ایسی چڑہی کہ

وہ ایک زردشتی کا ہاتھ پکڑ کر چل نکلی - دوسری اپنے سرپرستوں کے ہاتھوں چہاؤں پلی بڑہی - راتدن سہیلیوں میں رہنا پھرنا - شباب گذر گیا مگر ناک کے نتھنی کی صورت تک نہیں دیکھی - مدت کی بچھڑی بہن انجان بن کر دیس میں آئی - صورت اور شکل میں نمایاں فرق ہوگیا - مگر پھر بھی اوسکے رہنے کو جگہہ دی - صورت دیکھکر بھاگا بھگا ہوگئی - کہ چھوٹی بہن ایسی شوخ چنچل کہ حسین اور نازنین لڑکوں کے بغیر اوٹھہ بیٹھہ نہیں سکتی - ہاتھہ پکڑتے پونچا پکڑا - بیٹھنے کو جگہ لی - پاؤں پسار دیئے - اب جانے کا نام نہیں لیتیں - غریب بچاری چکی چولہا اوسکو سونپ کر پرے کہسک گئی - اب کیا تھا - زندہ ولان ایران نے وہ وہ چولانیاں کیں کہ ہندی شاعری گرد ہوگئی -

ہندوستان میں ایران سے زیادہ فارسی زبان نے عروج پایا - مگر صرف اسقدر نقص رہگیا کہ یہاں کی فارسی بہ نسبت ایرانی فارسی کے زیادہ شیریں اور دلچسپ نہیں ہے اور ہونا چاہیئے - نیا دانہ نیا پانی ' نئی ہوا ' اور ہر ہندستان کی بد دعاوں کا اثر کچہہ رنگت لائے لایا اور گہرا رنگ لایا - ہندوستانی فارسی باعتبار اپنی اصطلاحوں اور محاوروں کر ایرانی فارسی سے بالکل اجنبی ہولی - انجام کار روزمرہ کی گرمی بازار نے یہ گل کہلایا کہ بڑے بڑے دوستوں کی دعا سے ایک اور حسین اور گوری چٹی لڑکی کی صورت نظر آئی - آب رکنا باد اور گنگا جل نے ایک ایسی نئی پانی کا چشمہ بہایا کہ جس سے فارسی کے منہ پر پانی آگیا اور ہندی کے منہ سے پانی اوتر گیا اور اسکے ساتھہ ہی ہندی شاعری کے تمام فروعی ترقیوں پر پانی پھر گیا -

اردو زبان کا آفتاب شاہجہان آباد کے قلعہ معلی پر چمکا -

جس طرح کہ ہر زبان کی پیدائش کے ساتھہ ساتھہ اوسکی شاعری کی ایجاد ہوئی اسیطرح اردو زبان اپنے ہمراہ شاعری لائی - لفظوں کا زبان پر چڑہنا تھا کہ شاعری کی بیل منڈہے چڑہنے لگی -

عہد اولین سے اسوقت تک برابر شاعری کا سلسلہ جاری ہے۔ اور مشق سخن نے اردو زبان کو کہین کا کہین کر دیا سیکڑون شاعر پیدا ہوے اور چل بسے۔ ہزارون اسوقت موجود ہین۔ مگر فارسی کیطرح اردو زبان نے بھی امرد پرستی کو ہاتھہ سے نجانے دیا۔ پیدا ہوتے ہی نازنین کمسن لڑکون پر مرنے لگی اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ اس بچے کی چھٹی کی تقریب مین کرتہ، ٹوپی، کھلونون کے بجاے خوش مذاق باپ کے عزیزون اور رشتہ دارون نے "حسین کمسن لڑکے" کو دیا تھا۔

امرد پرستی اُردو شاعری کا آبائی ورثہ ہے۔

ہندوستان مین اُردو زبان کے دو دعویدار ہین۔ دلی والے، لکھنو والے، اور اس اعتبار سے وہ ایک دوسرے کے مخالف ہین دونون خطون کے جداگانہ محاورے اور اصطلاحین ہین۔ ایک خطہ کی اصطلاح اور محاورہ دوسرے خطہ مین قابل اعتراض ہے۔ ہمارے مخدوم شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی مدظلہ العالی نے اپنے دیوان مین جو مقدمہ لکھا ہے اوس مین شعراء لکھنو پر خوب ہی قہقہہ بازیان کی ہین اور اونکے شعرون کو ایک متعصبانہ ریمارک کے ساتھہ پیش کیا ہے افسوس ہے کہ خواجہ حالیؔ جیسا بیدار مغز شاعر بھی اس نفسانیت سے بچ نہ سکا۔ اونھون نے اظہار خیالات مین اسقدر لغزشین کھائی ہین کہ جس کو دیکھکر صدمہ ہوتا ہے زیادہ افسوس تو اس کا ہے کہ شاعری کے جن مقامات کو وہ قابل اعتراض سمجھے ہوے ہین۔ اور جس مرض کے وہ مسیحا بننے کی کوشش کر رہے ہین خیر سے خود بھی اوس مرض مین گرفتار ہین "مدوجزر اسلام" غور سے دیکھو۔ دل لگا کر پڑھو۔ اور جس قدر نقائص شاعری ہین وہ سب ایک ایک کرکے گن ڈالو۔

اردو شاعری کا گذشتہ دور

اردو شاعری کا گذشتہ دور مصلحان شاعری کے ہاتھون قابل یادگار دور ہے۔ ان حضرات کے قدم دھو دھو کر پینا چاہئے جنھون نے اردو شاعری کے راستہ کو ہموار و صاف کر دیا۔ شاہ نصیر مرحوم سے ذوق و غالب تک

یہ دور ختم ہوتا ہے۔ اسمین ان باکمالون نے شاعری کے رگ رگ کو پہچانا ہے اور اس گلستان کے پتہ پتہ کھپان مارا ہے۔ آج یورپ تک ان شاعرون پر لوٹ ہے غالب کے مکتوبات کے تراجم نے اس کو مسیحی شاعرون مین بھی قابل قدر مانا ہے۔ غالب۔ ذوق کے اشعار قدرتی مناظر کی تصویرین کھینچنے مین پورے طور سے کامیاب ہوے۔ میر ببیر۔ اور جناب انیس مرحوم کے مراثی نے اردو شاعری کو ایوان مین وہ پچی کاری کی ہے کہ عقل دنگ ہوتی ہے۔

ان کے علاوہ گذشتہ دور مین ایسے قابل تذکرہ شعرا بھی ہین جن پر اردو شاعری کو مدت العمر ناز رہے گا۔ خداوند کریم ان بزرگون کے مزار کو گلہاے رحمت سے گلپوش فرماے۔

اردو شاعری کا موجودہ دور   یہ دور نہایت مبارک دور ہے شعراء سلف نے جن زمینون کو کیل کانٹے سے پاک وصاف کیا او سپر آج یہ لوگ گلہاے بوقلمون کے پودے لگا رہے ہین۔ موجودہ دور مین کثرت سے ایسے شاعر ہین کہ جنہون نے اپنی شاعری کو مشاہدات اور مناظر کی تعریف کے لیے وقف کر دیا ہے۔ زبان بہت صاف اور سلیس ہوگئی۔ اور ہر طرح کے مضامین کی اس مین گنجائش نکل آئی۔ زمانہ بھی پلٹ گیا اور دنیا نے ایک حیرت انگیز کروٹ بدلی۔ عربی۔ اور ہندی اور انگریزی اشعار کو پڑھ پڑھ کر طبیعت للچائی۔ اردو کی کم مائگی دیکھکر افسوس ہوا۔ کوشش کی اور سیکڑون طبیعتون کے سانچون نے مقدم الذکر زبانون کی تقلید مین لاکھون شعر ڈھال دیے جو اون سے کہین بڑھ چڑھ کر نکلے اور اس صورت سے اردو شاعری نے ایک دوسرے زینہ پر قدم رکھا۔

اردو کی قدیم وجدید شاعری   اکثر کوتاہبین نظرون نے اردو شاعری کے دو گروہ بناے ہین۔

(الف) جو سلاست کے ساتھ مخلوقات اور اسباب قدرت پر بحث

کرتا ہے وہ جدید خیالات کا شاعر ہے

(ب) جو حسن و عشق کے فسانون اور وصل و ہجر کی کہانیون کو نظم کرتا ہے وہ قدیم خیالات کا شاعر ہے جسکو غزل کا شاعر بھی کہتے ہین حالانکہ کمیٹی انتخاب کی سخت غلطی ہے کہ اوسنے اردو زبان کے دو شاعر بتائے ہین اور دونون کی شاعری کو مختلف شاعری بتایا ہے۔

شاعری ایک ہے اور ایک روش ایک طریق پر سب شاعر چل رہے ہین غزل کا شاعر بھی وہی کہہ رہا ہے جو نظم کا شاعر کہتا ہے۔ دونون مشاہدات پر بحث کر رہے ہین اگر کچھ فرق ہے تو طرز بیان مین۔ رنگ مین ادائے الفاظ مین

لفظ ایک ہی ہین۔ تلفظ یکسان ہے۔ جو لفظ قدیم شاعر کہتا ہے جدید شاعر بھی وہ لکھتا ہے۔ حسن و عشق وصل و ہجر۔ نیز موجودہ طرز کی نظمین اصناف شاعری مین داخل ہین جو رنگ حسن کو پسند آگیا اوسنے وہ اختیار کیا۔ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اردو زبان کی شاعری دو طرح پر ہے۔

مگر آجکل یہ دیکھا جاتا ہے کہ کثرت سے طبیعتون کا رجحان موجودہ طرز کی نظمون پر ہے غزل گوئی نگاہون سے گر رہی جاتی ہے۔ اقتضا و رفتار زمانہ نے اسلاف کے بنائے ہوے راستون کو بالکل بھلا دیا۔

ایک مفید مشورہ شعرائے سلف نے اردو شاعری کی جس مستعدی اور جانفشانی کے ساتھ خدمت کی ہے وہ نظر انداز کرنے کے قابل نہین ہے موجودہ طرز کی نظمون کی ابتدا انہین بزرگون کے ہاتھون ہوئی ہے اور اپنے رنگ مین ان بزرگون نے جو لکھا ہے وہ سر۔ آنکھون پر رکھنے کے قابل ہے۔ مگر یہ ضرور نہین ہے کہ ہم بالکل اوس رنگ مین ڈوب جائین۔ زبان اردو بہت صاف ہوگئی اور ہماری ہی کوششون نے آج اسکو عروج پر پونچایا کہ ہم اس زبان مین ہر علم کی رنگ آمیزی نہایت آسانی سے کر سکتے ہین اسواسطے

کوشش کی جائے۔ جہانتک ممکن ہو شاعری کو بکار آمد بنایا جائے۔ اس سے تفریح طبع کا کام نہ لیا جائے۔

شاعری کی آیندہ حالت   گذشتہ حالات اور موجودہ رفتار کو ملحوظ رکھتے ہوے یہ پیشین گوئی کرنا آسان ہے کہ "عنقریب غزل گوئی ہندوستان سے نیست و نابود ہو جائیگی۔ اور بجاے اسکے موجودہ طرز کی شاعری اور مکرم دوست مولانا عبدالحلیم صاحب شرر مدظلہ کی شاعری اپنی چمک دکھائی گی۔ بیشک ورس کی شاعری آنے والی نسلون کو لبہائے گی۔

گزارش   یہ جو کچھہ مین اوپر لکھہ آیا ہون ممکن ہے کہ بعض طبایع کے مخالف ہو اون سے مین صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتا ہون کہ وہ اپنے اختلاف کو اوس وقت تک نہ ظاہر کرین جب تک میرا ایک مبسوط مقدمہ "فانوس خیال" مین وہ پڑھ نہ لین۔ کیونکہ اسمین جو کچھہ بیان کیا گیا ہے وہ اختصار کے ساتھہ، جو کچھہ لکھا گیا ہے وہ وہ بہت تہوڑا کیونکہ وقت کم، دوسرے مجھسے پہلے اور انشا پردازون نے شاعری کے متعلق نہایت شرح و بسط سے اپنے خیال ظاہر کئے ہین۔

"فانوس خیال" مین جسقدر لکھا جائگا اور جو لکھا جائے گا وہ غالباً اپنی رنگ مین پہلا مقدمہ ہوگا۔

ریاست بہوپال   قیصر لاج
۱۸ اراگست سنہ ۱۹۱۰ع

ایڈیٹر الحجاب

محمد اللہ ظفر ....

بسم اللہ الرحمن الرحیم



احسن - جناب سید شاہ علی احسن صاحب احسن مارہروی ایڈیٹر فصیح الملک

مر کے دشمن جو پس کوچۂ جانان نکلا
اوسکا لاشہ نہین نکلا مرا ارمان نکلا

خانۂ دل سے نہ تنہا ترا پیکان نکلا
صاحب خانہ کو لیتا ہوا مہمان نکلا

کام کیا عشق سے تیرا دلِ نالان نکلا
نہ تمنا کوئی نکلی نہ کچھ ارمان نکلا

شب غم لب سے فغان جسم سے جان آنکھ سے اشک
سب یہ نکلے مگر اک دلکا نہ ارمان نکلا

نہ مجھے عشق و محبت مین کوئی لطف ملا
نہ کسی کام کا تو اے دلِ نادان نکلا

نہ سہی زیرِ لحد مجھکو مسرت نہ سہی
تیرے چکر سے تو اے گردش دوران نکلا؟

غیر پھر غیر ہین احباب سے شکوہ ہے مجھے
کوئی غمخوار نہ میرا شب ہجران نکلا

آمد و رفت نہ بھولون گا تری بزم کی مین
ساز و سامان سبھی گیا لی بیسر و سامان نکلا

جا کے محفل مین تری صورت آئنہ ورلت
بن کے حیران رہا ہو کے پریشان نکلا

وصل کیسا نہ سُنی بات پھر اوس بت نے کوئی
جب کبھی تذکرۂ وعدہ و پیمان نکلا

دشمنون سے مجھے اب کوئی شکایت نہ رہی
کہ مرا دوست مری جانکا خواہان نکلا

میری افسردہ دلی کا یہ اثر ہے ظالم
صورتِ غنچۂ پژمردہ جو پیکان نکلا

صاف باطن جسے ہم سمجھے ہوئے تھے وہی بت
سنگدل آفت جان دشمن ایمان نکلا

گوشۂ امن کہان ہے تری وحشی کو نصیب
خیر سے وادیِ ایمن بھی بیابان نکلا

غمکدہ پر مرے نکلا نہ ہلال مہ عید
اور نکلا بھی تو وہ سر بگریبان نکلا

عدم آباد کا شہرہ تو بہت تھا احسن
مر کے دیکھا تو وہ اک شہرِ خموشان نکلا

احمد - جناب منشی احمد علیخان راجپوری تلمیذ نواب فصیح الملک مرحوم مقیم

تیر نکلا مرے سینہ سے کہ پیکان نکلا
سرخرو ہو کے ہر اک جان کا خواہان نکلا

نہ ہوا وصل میسر نہ ہمین موت آئی
کام تجھسے نہ کوئی گردشِ دوران نکلا

رہین پردہ مین جو کمظرف یہ ممکن ہی نہین
دخترِ رز کا بدن شیشہ مین عریان نکلا

نالہ وزاری دعغم آہ دکھ کا رنج والم
الامان وسعتِ دل جسمین یہ سامان نکلا

صحبت پیر مغان نے کیا زاہد کو خراب
دیکھو انسان کا شیطان بھی انسان نکلا

غول کے غول ہین ہمراہ پریزادون کے
لاش نکلی مری یا تختِ سلیمان نکلا

سخت جانی کا برا ہو کہ کیا جس نے خجل
ہائے قاتل مرا مقتل سے پشیمان نکلا

مانگ وان نکلی تو یہ خلق کے نکلا منہ سے
دیکھو ظلمات سے وہ چشمۂ حیوان نکلا

جانِ احمد کی بلا سے گئی پروا نہین
للہ الحمد کہ قاتل کا تو ارمان نکلا

| ارمان - جناب ارشاد علیصاحب مرادآبادی | مقیم بہوپال |

وہ بھیان خوب ہی دامان کی اوڑ امین بیٹھے
کبھی صحرا کو جو مین چاک گریبان نکلا

آپ فرمائیے کس رات مرے گھر آئے
کوئی حسرت مری نکلی کوئی ارمان نکلا!

حسرتین آنے کو آئین مرے دلمین لاکھون
پر نکلنے کو نہ کوئی میرا ارمان نکلا

روتے روتے مجھے آخر کو ڈبویا تو نے
آج ارمان ترا اے دیدۂ گریان نکلا

پیرہن کسکا صبا آج اڑا لائی ہے
جسمین دامن نظر آیا نہ گریبان نکلا

ہمنے اعجاز مسیحا کے بہت ہین دیکھے
درد دل کا نہ ہمارے کوئی درمان نکلا

گلشن حسن کی غیرون نے بہارین لوٹین
ہین تو اس باغ سے خالی لئے داماں نکلا

خاک مین ہمکو ملا کر بھی تسلی نہ ہوئی
بل نہ ابرو کا تمہاری کسی عنوان نکلا

بوجھ سر پر ہے کبھی بار کمر پر ہے کبھی
اپنے زلفون سے وہ خود آپ پریشان نکلا

تم وہ دلبر ہو کہ دل لیکے بھی ہمسے نہ ملے
ہین وہ ارمان ہون نہ پھر کبھی ارمان نکلا

الیاس - جناب محمد الیاس صاحب بھوپالی

مین تو سمجھا تھا کہ رونے پہ ترس کھائیگا
بت بدکیش مرے حال پہ خندان نکلا

بزم عشرت مین تو بھرتے تھے بہت عشق کا دم
قتلگہ مین نہ ترا ایک بھی خواہان نکلا

شور خلخال سے مردے نہ کہین جی اٹھین
ناز سے یار سوے گور غریبان نکلا

رات بھر اوس بت خود کام کا جوبن لوٹا
اب بھی ارمان ترا ای دل نادان نکلا

خنجر ناز ہو یا تیر ادا ہو کچھ ہو
جسکو دیکھا وہ غرض جان کا خواہان نکلا

بلبل نغمہ سرا باغ جہان مین الیاس
گل عارض کا اُسی گل کی ثنا خوان نکلا

احمد - جناب احمد خان صاحب بھوپالی

پھول تک دیکھ کے چہرہ کو ترے کھلتے ہین
کیا تعجب ہے جو مین چاک گریبان نکلا

اقبال - جناب ڈاکٹر پروفیسر شیخ محمد اقبال صاحب ایم - اے - پی - ایچ - ڈی بیرسٹر ایٹ لا

حلقہ زنجیر کا ہر جوہر پنہان نکلا
آئینہ قیس کی تصویر کا زندان نکلا

ہم گران جان کے لائے تھے عدم سے بلبل!
باغ ہستی مین متاع قفس ارزان نکلا

وسعت افزای آشفتگی شوق نہ پوچھ
خاک کی مٹھی مین پوشیدہ بیابان نکلا

امیر - جناب مولوی امیر احمد صاحب رئیس بدایون و جنرل سکریٹری

آل انڈیا اردو کانفرنس بدایون

قطرۂ خون نہ پئے دعوت پیکان نکلا — خانۂ دل بھی عجب سوختہ ساماں نکلا
تھا مرے عقدۂ خاطر کو نہ کھلنا نہ کھلا — ناخن فکر بھی انگشت بدنداں نکلا
غم میں بھی محویت نغمۂ موزوں نہ گئی — نالہ بھی مونہہ سے مرے قافیہ سنجاں نکلا
مجھکو کچھ شکوۂ محرومئ قسمت نہ رہا — حاصل اگر کم تھا تو اندوہ فراواں نکلا
کثرت یاس سے کم خواہش خوباں نہوئی — ذوق امید یہ اندازۂ حرماں نکلا
ایکدم کو الم کاوش پیہم نہ مٹا — ہر نفس زخمہ زن تار رگ جاں نکلا
بیش از گام نہ تھی گردش یک عمر رواں — ذرہ ذرہ رہ الفت کا بیاباں نکلا
کہیں انبوہ تمنا کہیں اندوہ جفا + — دل کے ہر گوشہ میں اک لشکر ساماں نکلا
چرخ سے چشم تھی کچھ داد ستم پانیکی — وہ بھی خمیازہ کش تلخی دوراں نکلا
شور تھا وسعت دامان قیامت کا امیر — بڑھکے دیکھا تو مرا چاک گریباں نکلا

ارشدہ جناب منشی رشید احمد صاحب بہانوی اسسٹنٹ کورٹ انسپکٹر مصنف بیاض اشعار

مقیم پھولپور

کچھ نہ کچھ گوشۂ دل میں مرے پنہاں نکلا — کبھی ناوک کبھی نشتر کبھی پیکاں نکلا
جلوۂ طور کے مشتاق بہت تھے موسیٰ — وہ بھی اندازِ حجاب رخ جاناں نکلا
کر دیا خوگر غم اوسکی جفا کوشی نے — میں نہ خمیازہ کش رنج فراواں نکلا
دھوم ہنگامۂ محشر کی بہت سنتے تھے — یہ تو اک مجمع احبابِ پریشاں نکلا
چارہ سازوں سے نہ انکھیں ہوئیں نیچی میری — دردِ دل میرا نہ گرویدہ درماں نکلا
رعب سے حسن کے کچھ کہہ نہیں سکتا کوئی — جلوۂ یار ہی خود اپنا نگہباں نکلا
تم ہی انصاف سے کہدو کہ ہماری بھی کبھی — کوئی امید بر آئی ۔ کوئی ارماں نکلا
ناز تھا ہم کو بہت جس دلِ مستغنی پر — نگہِ ناز کا شرمندۂ احساں نکلا

ابر۔ جناب حکیم سید علی محسن خان صاحب ایڈیٹر رسالہ معیار لکھنؤ

کون اکون آبر سوئے گور غریبان نکلا
پر مری قبر کا کوئی بھی ارمان نکلا

اُف بشاشت مری چہرے کی مری دل کی خوشی
اجنبی تک یہ سمجھے کوئی ارمان نکلا

بنگیا چارہ گردون کے وہ دلونکا ارمان
بعد مدت کے مرے دلکا جو پیکان نکلا

مطمئن ہم ہین تو ہے خاطر احباب بھی جمع
ہم پریشان ہین تو ہر ایک پریشان نکلا

دوست کی آنکھ تھی ہر اہل تماشا کی آنکھ
آگے آگے مری میت کے وہ سامان نکلا

کس توجہ سے خدا جانے سنا قیس کا حال
اونکی محفل سے ہر اک چاک گریبان نکلا

صنعت حسن حقیقی پہ نظر کی جو بغور
ہر خیال اپنا اک آئینہ حیران نکلا

احسن۔ جناب سید مہدی حسن صاحب لکھنوی مولف اقتباس

دل مین آکر نہ ترے تیر کا پیکان نکلا
صاحب خانہ مرے گھر کا یہ مہمان نکلا

حسرت وصل سے وابستہ ہین سبا حیات
دم نکلجائیگا دل سے جو یہ ارمان نکلا

لذت زخم سے بسمل کو تھی اک دلچسپی
دل سے باہر نہ کبھی تیر کا پیکان نکلا

رقص بسمل کا ہے مشتاق وہ حسن قاتل
عرصہ قتل بھی بازیچہ طفلان نکلا

شعلۂ عشق نے کیا آگ لگا دی دلمین
نالہ جو سینہ سے نکلا شررافشان نکلا

منحصر مرگ پہ ہے اپنی تمنا احسن
دم نکلجائے تو ہم سمجھین کہ ارمان نکلا

احسن۔ جناب سید معین الدین حسن صاحب ہادی اسسٹنٹ پرائیوٹ سکرٹیری فرمانروائے بھوپال

مجرم عشق کوئی جب سوئے زندان نکلا
پیشوائی کیلئے موت کا سامان نکلا

زلفین کھولے ہوئے وہ فتنۂ دوران نکلا
آج پھر میری پریشانی کا سامان نکلا

ہاتھ رکھے ہوئے سینہ پہ کوئی بیٹھا ہے
اب تو اے حضرت دل آپکا ارمان نکلا

ذرہ ذرہ سے بیابان کے عیان ہے وحشت
ہونہو کوئی اودھر ہوکے پریشان نکلا

عرصۂ حشر کا سیلاب جسے سنتے تھے — اپنے ہی اشک ندامت کا وہ طوفان نکلا

زخم دل نے مرے جسکا کہ نہ کھایا ہو نمک — کوئی ایسا نہ ملاحت کا نمکدان نکلا

وہ لگی دل میں کہ اک عمر بجھائے نہ بجھے — ٹھنڈے سینے سے دلِ ذی سوز غم پنہان نکلا

کعبہ کہتے تھے جسے عرش کہا کرتے تھے — ہمنے دیکھا تو وہ دل وقفِ حسینان نکلا

سیکڑوں یار نے وعدے کئے پورے نہ ہوئے — ایک بھی دلکا نہ احسن مرے ارمان نکلا

بزم - جناب مرزا عاشق حسین صاحب اکبرآبادی

یوں تو دلچسپ بہت عالمِ امکان نکلا — جب کیا غور تو اک خواب پریشان نکلا

اشک آنکھوں سے جگر سینے سے نالے منہ سے — یہ تو سب ہجر میں نکلے پہ نہ ارمان نکلا

کسی کافر کا غم ہجر گیا جان کے ساتھ — تا دمِ مرگ نہ اس گھر سے یہ مہمان نکلا

غنچۂ دلمیں ہزاروں نظر آئے گلِ داغ — جسکو اک پھول سمجھتے تھے گلستان نکلا

ایک تصویر کسی شوخ کی اور نامے چند — گھر سے عاشق کے پس مرگ یہ سامان نکلا

دل کی آنکھوں سے جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا — جسکو ہم ڈھونڈتے تھے قریبِ رگِ جان نکلا

لاکھہ یاروں نے کفن دیکے مجھے دفنایا — میں وہ مجنوں ہوں کہ پھر قبر سے عریان نکلا

شیخ جو خلد کے باغوں کی ثنا کرتے تھے — ایک تو انکی بھی کافر کا گلستان نکلا

ہو کوئی تازہ ادا بزم کہ انداز نیا — جو بھی نکلا وہ مری جان کا خواہان نکلا

بیتاب - جناب سید حامد علی صاحب حیدرآبادی مقیم بھوپال

شمع کی طرح تری بزم سے گریان نکلا — مثل پروانہ کوئی با دل بریان نکلا

رعب نے تیرے تڑپنے کی اجازت بھی نہ دی — نالہ نکلا بھی تو رک رک کے بیجان نکلا

پوچھنا ہائے شب وصل ادا سے ان کا — اب بھی کمبخت ترے دل کا کچھ ارمان نکلا

دلمیں پیوست تھی رہ رہ کے کھٹکتی تھی جو — آج دیکھا تو وہ اک شوخ کا پیکان نکلا

تیرے عاشق کا بہت دھوم سے اٹھا تابوت — ہر طرف اسکے ہجوم غم و حرمان نکلا
حسرتیں سیکڑوں دلمین رہیں ارمان لاکھوں — تا دم مرگ نہ صد حیف کہ ارمان نکلا
الفت بلبل شیدا نے دکھائی یہ کشش — پھول پردون مین چھپا لاکھ پہ عریان نکلا
موت کی یاد مین مدت سے بہت تھا بیتاب — شکر صد شکر کہ دل کا ترے ارمان نکلا

دیگر

بیکسی مین کوئی کب حال کا پرسان نکلا — اپنے مطلب کا زمانہ مین ہر انسان نکلا
مژدہ اے عاشق خود رفتہ مبارک تمہین — آج کھینچے ہوے وہ خنجر براں نکلا
نالہ و آہ و فغان شیون و فریاد و بکا — جو ترے بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا
چارہ گر رہ گئے ملکف افسوس آخر — درد دل ہی ترے بیمار کا درمان نکلا
خانۂ یار مین اب ہوگی رسائی کسطرح — آج سنتے ہین پرانا تھا جو دربان نکلا
منحصر آرزوئین مرگ پہ سب ہین بیتاب — دم ہی نکلے تو سمجھ لینا کہ ارمان نکلا

بدر - جناب محمد بدر الحسن صاحب بدایونی

ہون وہ غم دوست کہ ہر غم کو جگہ دی مین — تیر نکلا مرے سینہ سے نہ پیکان نکلا
گو کہ دیوانگی قیس کا شہرہ تھا بہت — سامنے میرے وہ اک طفل دبستان نکلا
اوسنے منہ پھیر کے گردن پہ پھرایا خنجر — وقت آخر بھی نہ دیدار کا ارمان نکلا
یاس و حرمان و غم و رنج و مصیبت کے سوا — کوئی مونس نہ ہمارا شب ہجران نکلا
ہر گھڑی دل مین کھٹکتا تھا جو پیکان کیطرح — بدر آخر کو وہی وصل کا ارمان نکلا

تنہا - جناب عبد الوہاب صاحب جائی - مقیم بھوپال

سوز دل کا یہ اثر دیکھ گریبان نکلا — ڈوب کر ناوک قاتل شرر افشان نکلا
ایک دریا نظر آنے لگا ہر قطرۂ اشک — ماجرا دیدۂ تر کا مرے طوفان نکلا
حسرتا یہ تہ ہوے آکے نہ نکلے اب تک — میرے ارمانون [illegible] دل ہی مرا [illegible] ارمان نکلا

میرے دل میں نہیں آئی جو کبھی - ہر وہ خوشی
جو نہ نکلا کبھی سینہ سے وہ ارمان نکلا

بعد مرنے کے وہ آسودہ حسرت کہلائے
وہی اچھے تھے نہ جنکا کوئی ارمان نکلا

دب گئی پردۂ وحشت میں تری کاوش بھی
خون نہ چھالوں سے مری خار مغیلان نکلا

ہمارے عالم پہ پڑا رہتا ہے سایہ جس کا
اسی بھوپال میں وہ دامن سلطان٭ نکلا

خون ناحق کے لب گور سے شکوے نکلے
میرا قاتل جو سوئے گور غریبان نکلا

اسکو جنت کی طلب ہے نہ کرم کی پروا
یہ تمنا حشر میں بھی آپ کا خواہان نکلا

جمیل - جناب جمیل احمد صاحب شاہجہانپوری مقیم بھوپال

ہائے پیکان کی مدارات جگر سے نہ ہوئی
شرم آتی ہے کہ وہ بے سروسامان نکلا

حسرت ویاس والم اور تمنا کے سوا
پاس کشتہ کے ترے کچھ بھی نہ سامان نکلا

پیرہن اور کفن میں یہ تمامی جھگڑے
کون ہے پردۂ ہستی سے جو عریان نکلا

دیکھ ہنستے ہیں مرا حال پریشان سنکر
کام تجھسے بھی نہ کچھ دیدۂ گریان نکلا

یہ عجب ہے نیا دل بھی نیا ہے اس کا
آؤ دکھلائیں کہ کیوں آئنہ حیران نکلا

سخت جانی کا برا ہو نہ ملا چین کہیں
آج مقتل سے بھی صد حیف پشیمان نکلا

نالۂ نیم شبی سنکے وہ کہتے ہیں جمیل
پھر ستانے کو یہ کمبخت پریشان نکلا

خنجر - جناب ابوالبیان سید محمد عالم صاحب مودودی مارہروی تلمیذ حضرت احسن مارہروی

درد دل کا کوئی معشوق نہ پرسان نکلا
دل دیا جسکو وہی جان کا خواہان نکلا

میرے سینہ سے جب اوس شوخ کا پیکان نکلا
دل پر درد پکارا مرا ارمان نکلا

غیر خندان تری محفل سے میں گریان نکلا
ایک کی جان چلی ایک کا ارمان نکلا

دل کی کیا نہ وہاں بھی کوئی سامان نکلا
میرے وحشت سے کہیں تنگ بیابان نکلا

٭ علیا حضرت فرمانروائے بھوپال (بالقابہ) خلد اللہ ملکہا

معتقد شیخ کے اب خاک رہیں ہم وہ تو
شایق حور و جنان مائل غلمان نکلا

مجھسا ناکام تمنا بھی نہ ہوگا کوئی *
ہاتھ آیا ہوا ظالم ترا دامان نکلا

خاک ہر راہ حرم و دیر کی چھانی برسون
خاکسارون کا مگر کوئی نہ ارمان نکلا

خواب مین ہائے لپٹ کر یہ کہا تھا کس نے
اب تو دل شاد ہوا آپ کا ارمان نکلا

ہائے کافر کو نہین حسن خداداد کی قدر
عشق میرا سبب رنجش پنہان نکلا

وصل کا لطف سمجھتا تھا جسے جان نشاط
میرے افزائش غم کا وہی سامان نکلا

حشر مین حشر بپا ڈھاؤگے مانا لیکن
کیا کروگے جو وہان کوئی نہ پرسان نکلا

تھا یہ ہنگامہ اندوہ دل دادہ طلب
سانس بھی سینۂ پرغم سے پریشان نکلا

کیا غضب ہے کہ محبت کی بدولت خالص
سب یہ کہتے ہین کہ تو ننگ عزیزان نکلا

دلبر جناب سید امیر حسن صاحب رئیس مارہرہ شاگرد نواب فصیح الملک مرحوم

تجھ مین بھی ترے وحشی کا نہ ارمان نکلا
وہ بھی تقدیر سے پامال بیابان نکلا

مین ادھر ہو کے جو با حال پریشان نکلا
ہنس کے ظالم نے کہا اب مرا ارمان نکلا

ہم نے کس بات پہ مرنے کی قسم کھائی ہے
کوئی دنیا مین نہ اس بات کا پرسان نکلا

ہم تو سمجھے تھے ابھی اور جیے گا کچھ دن
تیرا بیمار تو اک رات کا مہمان نکلا

ستم شعبدۂ عشق کو کس سے کہیے
جسکو ارمان سمجھتے تھے وہ پیکان نکلا

کل تو الجھا تھا گریبان سے مرے دست جنون
آج دامن سے مرے دست و گریبان نکلا

دل کہین چھوڑ دیا ہوش کہین چھوڑ دیئے
تیری محفل سے پریشان سا پریشان نکلا

کر گیا اوسکا تصور مرے دل کو بسمل
کسقدر تیز ترا خنجر مژگان نکلا

تھی اسی حیلے سے سفاک کو ایذا دینی
تہ مرے قلب مین پیکان نہ پیکان نکلا

کس کرشمے نے خدا جانے یہ مشکل حل کی
مرنے والے کا ترے دم بہت آسان نکلا

وہم کیا کیا مجھے ہوتا ہے خدا خیر کرے
غیر کیون آپ کی محفل سے ہراسان نکلا

دشت غربت مین کسی نے نہ ذرا ساتھ دیا
ہمنے دامن جو سنبھالا تو گریبان نکلا

ناوک ناز سے دل ٹکڑے کیا خوب کیا
روز کا جھگڑا مٹا آپ کا ارمان نکلا

قبر مین بھی نہین اب چین سے سونے دیگا
فتنہ گر آج سوے گور غریبان نکلا

پھر کہان جائین گے اے موت بتا یہ ہمکو
کنج مرقد مین جو راحت کا نہ سامان نکلا

وصل کے بعد جتاؤ نہ تم احسان اپنا
تم وفادار ہے گر مرا ارمان نکلا

دل بڑھاتا رہا امید وفا سے ہردم
دھیان تیرا ترے بیمار کا درمان نکلا

ہمتو اک قطرۂ ناچیز سمجھتے تھے اِسے
دیدۂ تر مین مگر نوح کا طوفان نکلا

جلوہ فرما جو لب بام ہوا رات کو وہ
سب یہ سمجھے کہ فلک پر مہ تابان نکلا

اک نقط مین ہی نہین وحشی و آشفتہ مزاج
تو بھی تو شیفتۂ زلف پریشان نکلا

عجب انداز سے اُلٹی رخ روشن سے نقاب
پردۂ ابر سے گویا مہ تابان نکلا

طور پر آپ تو جانے ہی نہ آپے مین رہے
مرحبا آپ کا کیا موسی عمران نکلا

دل خنجر کو پریخانہ جو پایا تو کہا
آدمی زاد کے قبضے مین پرستان نکلا

خورشید - جناب خورشید صاحب

ذکر وحشت کا مرے گھر مین جو ایجان نکلا
گھر بیابان مین کبھی گھر مین بیابان نکلا

خالص - جناب شیخ محمد سلیمان صاحب - مقیم دار الاقبال بھوپال

اسطرح تیری ملاقات کا ارمان نکلا
جس سے کچھ اور بھی رنگ شب ہجران نکلا

آفت جان ہوئے وحشت جنون کے انداز
جب کبھی تذکرۂ سیر گلستان نکلا

غور پر بھی نہ کبھی کوئی جسے دیکھ سکا
سر ہے ہر گوشۂ خاطر مین پنہان نکلا

اس نظر سے کبھی اوس شوخ نے دیکھا ہی نہ تھا
آج قابو سے ہمارا دل ناداں نکلا

کیوں نہو ہمکو مسرت یہ خبر سن کے ذکیؔ
آپ کا بھی کوئی بھوپال میں خواہاں نکلا

ذکیؔ جناب منشی عبد الکریم صاحب لکھنوی - متوسل ریاست بھوپال

جان نکلی نہ کبھی وصل کا ارمان نکلا
درد دل کا مرے دنیا میں نہ درماں نکلا

پھنس کے ہر بال میں صد چاک ہوے لاکھوں دل
بل ترا پھر بھی نہ اے زلف پریشاں نکلا

بیکسی بھی نہ رہی پاس ہجوم غم سے
درد ہی ایک انیس شب ہجراں نکلا

تم سے کیا شکوہ کیا جائے کبھی شمع کا بھی
ایک آنسو نہ سر گور غریباں نکلا

باغ فردوس کا واعظ جو بیاں کرتا تھا
ہو بہو وہ چمن کوچۂ جاناں نکلا

گلشن دہر میں عشاق ہی ہیں رنج نصیب
ایک اک پھول یہاں چاک گریباں نکلا

دلیکے ساتھ جسکا مرے ایام حیات
توسن عمر کچھ اسطرح گریزاں نکلا

عندلیباں گلستاں پہ نہیں کچھ موقوف
جسکو دیکھا وہ اسی گل کا ثناخواں نکلا

صدقے اس ناز کے ٹھوکر تو لگائی کیسی
پھول کر وہ نہ سر گور غریباں نکلا

تو سلامت ترا میخانہ سلامت ساقی
صورت جام ہر اک بزم سے خنداں نکلا

ہو چکی بخیہ گری جوش جنوں ہے جو یہی
چاک دامن نہ سلا تھا کہ گریباں نکلا

ہاے کچھ بھی نہوا اوس بت خوکو خیال
نالۂ دل نہ کسی درد کا درماں نکلا

میں تو سمجھا تھا انیس شب تنہائی ہو
درد دل ہاے مری جان کا خواہاں نکلا

جوش وحشت میں بھلا جامہ دری کیا کرتا
ضعف سے ہاتھ تو پیوند گریباں نکلا

گیسوے یار نے کیا کیا نہ لگائے کوٹے
بل نہ تیرا مگر اے سنبل پیچاں نکلا

کچھ عجب رنگ زمانہ کا دگرگوں ہو
ہمنے جس باغ کو دیکھا وہ بیاباں نکلا

ریاض - جناب ریاض احمد صاحب ایڈیٹر ریاض الاخبار لکھنؤ - مدظلہ

سیر گلشن تبرک کے یہ سامان نکلا
آستین قیس کی فرہاد کا داماں نکلا

صبح ہوتے ہی رفو ہونے کو داماں نکلا
رات شاید کسی کم بخت کا ارماں نکلا

حشر کہکر جسے واعظ ہمیں چونکاتا تھا
وہ شبِ گور کا اک خواب پریشاں نکلا

آتے آتے سر مژگاں یہ کبھی خشک ہوا
گرتے گرتے یہی آنسو کبھی طوفاں نکلا

کرتے ہیں غل در و دیوار بھی زنجیر کیا تھا
خفئے دیوانوں سے آباد یہ زنداں نکلا

حشر کے روز گئی کاتبِ اعمال کے سر
شکر ہے حرفِ غلط دفترِ عصیاں نکلا

دونوں سینے سے مرے ہو کے جدا ایک رہے
دل نہ پیکاں سے نہ دل سے مرے پیکاں نکلا

اک زمانہ جسے کہتا تھا کہ کافر ہے ریاض
وہی بادہ کش بڑا مردِ مسلماں نکلا

کچھ بگولوں سے بھرا خانۂ ویراں نکلا
خاک ہو کر بھی یہ چھوٹا سا بیاباں نکلا

جب کہا کشمکشِ وصل میں داماں نکلا
بولے وہ آپ کو کیا آپ کا ارماں نکلا

وہ ادا تھی کہ قضا لا کہ حسینوں کا بناؤ
خون میں ڈوب کے اس نگ سے پیکاں نکلا

کہیں جانا نہ پڑا اوٹھ کے تری حسرت سے
گوشۂ قبر مرا حشر کا میداں نکلا

دور رہکر بھی رہا چبھ کے ہمارے دل میں
کچھ عجب چیز ترا ناوکِ مژگاں نکلا

شفقِ شام نے لالہ رخوں کا دامن
ہے نوبن کے حسینوں کا گریباں نکلا

یہ وہ پتھر ہے جگہ سے جو کبھی ہٹ نہ سکا
سنگِ در سے بھی سوا آپ کا درباں نکلا

ہم نے دل کھول کے لیں کتنی بلائیں شبِ وصل
بل ترا رات کچھ اے زلفِ پریشاں نکلا

تھا وہ ارمان مرا یا کوئی پیکان ترا
راز کس طرح مرے دل میں جو پنہاں نکلا

رات بھر گو مرے ہاتھ میں رہی غیر کے گھر
آستیں آپ کی بس کی نہ گریباں نکلا

منہ میں ٹپکائی تھی مینا سے کہ ہچکی آئی
شیخ میخانہ میں کچھ دیر کا مہماں نکلا

کبھی دبنے کے نہ تھے تنگ قبا سے فتنے — رعب تیرا ترے جوبن کا نگہبان نکلا

رونق - جناب منشی پیارے لال صاحب دہلوی ایڈیٹر رسالہ کمال دہلوی

دل سے کھچ کھچ کے جو ظالم ترا پیکان نکلا — جان کے ساتھ تڑپتا ہوا ارمان نکلا

جیتے جی جب کوئی امید بر آئی نہ مری — جان نکلی تو کہا دل نے وہ ارمان نکلا

چھا گئے عارض پرنور پہ اٹھ کر گیسو — جلوۂ یار چراغ تہ داماں نکلا

آبرو خاک مین اشکون نے ملائی دل کی — اپنا ارمان ترا اے دیدۂ گریان نکلا

عشق مین تہی ہمین جس دل سے وفا کی امید — وہ بھی کمبخت اسی شوخ کا دامان نکلا

ہے بپا گنج شہیدان مین جو ہر سو محشر — کون ہو کر یہ سوے گور غریبان نکلا

تیغ غمزہ نے لگائی - تو ادا نے برچھی — اونکا ہر ناز مری جان کا خواہان نکلا

شکوہ جور ستم آیا لب پر — دل تری تیغ کا شرمندۂ احسان نکلا

کہنا انداز سے رونق وہ کہیگا شب وصل — اپنی امید بر آئی - ترا ارمان نکلا

رحمت - جناب محمد رحمت اللہ خانصاحب بلند شہری

پڑ گئے پیچ ترے چاہ سے لاکھوں دل مین — پیچ تیرا نہ مگر کاکل پیچان نکلا

عہد ملنے کے کیے ہمسے اگر سب جھوٹے — کوئی سچا نہ کبھی آپ کا پیمان نکلا

اب رسائی ہو تو کیونکر ہو وہانتک اپنی — اپنا دشمن ہی دربار کا دربان نکلا

شرم دامن ہی سے لپٹی رہی اونکی شب وصل — ہاے افسوس نہ دل کا مرا ارمان نکلا

ہمتو ایسا نہ سمجھتے تھے مگر اے رحمت — منتخب تو تو ہزارون مین سخندان نکلا

[illegible]

درخشان - جناب سید اسمعیل احمد صاحب پیرزادہ قادری بھوپالی

توڑ کر سینہ و دل آپ کا پیکان نکلا — دم نکلنے کو یہ رستہ بہت آسان نکلا

جسکو یان بیٹھے طرفدار بنانا چاہا — وہ ہی اوس شوخ کا شرمندۂ احسان نکلا

مدتوں آرزو بنکر جو مرے دل میں رہا
وہ بھی نکلا تو دل غیر کا ارمان نکلا

میں یہ سمجھا تھا مجھی کو ہے تمنا تیری
اک زمانہ ترے دیدار کا خواہان نکلا

لطف کچھ شکوۂ اغیار سے حاصل نہوا
ہمنشیں وہ تو بہت زود پشیمان نکلا

مار ڈالا نگہ لطف نے تیری قاتل
ظلم کیا تیرا کرم بھی ستم جان نکلا

راہ گم کردۂ صحرا کی نہ آفت پوچھو
ہر بن مو سے مرے خار بیابان نکلا

کہتے ہیں کہئے تو پھر کیسی ہوگی رخشان
روز محشر جو خدا بھی مرا خواہان نکلا

رعنا - جناب بادشاہ حسین صاحب لکھنوی - مقیم بھوپال

اک زمانہ ترے شکوں سے پریشان نکلا
بل نہ تیرا اگر اے کاکل پیچان نکلا

نہ تو یہ ٹیس مٹی اور نہ وہ پیکان نکلا
عمر بھر ایک بھی افسوس نہ ارمان نکلا

رات آنکھوں میں کٹی نیند نہ آنے پائی
تیری صورت کا تصور بھی تو دربان نکلا

چشم بد دور ترے چہرے پہ نقطہ بھی سیاہ
خال رخ بھی ترے عارض کا نگہبان نکلا

نوح سے کوئی کہے اور سنائیں کشتی
کہ ترے غم میں سنا آنکھوں سے طوفان نکلا

سارا عالم مری آنکھوں میں ہوا تیرہ و تار
جس گھڑی بزم سے وہ شمع شبستان نکلا

خوب تسخیر کیا دلکو دکھا کر رخ و زلف
ایک بھی شہر میں ہندو نہ مسلمان نکلا

کسطرح ٹوٹ گئے آبلے پاؤں کے مرے
نوک نشتر بھی ہر اک خار مغیلان نکلا

زاہد و مشہد رعنا پہ زیارت کو چلو
عشق کافر تھا اسے وہ تو مسلمان نکلا

سائل - جناب ابو المعظم نواب سراج الدین احمد خان صاحب دہلوی

یار کا گھر سے قدم گردش دوران نکلا
کسی ارمان بھرے کا کوئی ارمان نکلا

چارہ گر تو بھی مری جان کا خواہان نکلا
دل پہ بنجائیگی گر تیر کا پیکان نکلا

فصل گل میں جو کبھی سوے بیابان نکلا
نرم تر آبلہ سے خار مغیلان نکلا

پارسائی کی تمنا نہ ہوئی رندون کو
شیخ تیرا ہی پھسلتا ہوا ایمان نکلا

اہنٹ کے واسطے مسجد کو کہین ڈہاتے رہین
دل کا قیمہ ہوا جب تیر کا پیکان نکلا

جوش وحشت نے خبر لی مری آئی ہی بہار
باغ مین گل کا یہان میرا گریبان نکلا

دیکھ لو پھر گئی پھر آنکھ تمہاری سوئے غیر
پھر بھری بزم مین بد خواہ کا ارمان نکلا

ہاتھ دامن پہ دہرے بیٹھے ہین وحشی ہے یہ
خیر انکی نہین گر گل کا گریبان نکلا

آپکی وجہ سے دنیا مین ہوا مین مشہور
نام کو میرے خدا رکھے بڑا رمان نکلا

کیا ہوا تیر نظر شرم نے روکا بھی اگر
تیز اوس سے بھی سوا خنجر مژگان نکلا

بعد مردن بھی نہ تربت مین ملا مجھکو قرار
میری مٹی کا ہر اک ذرہ پریشان نکلا

ہنسکے فرماتے ہین یہی ہوا ہم پر صدقے
کوئی لاشہ جو سوئے گور غریبان نکلا

ہمتو سمجھے تھے کہ سائل کوئی بھوکا ہوگا
جاکے دیکھا تو وہ خود حاتم دوران نکلا

غزل سرور قادری سیکریٹری مشاعرہ

دل ہی نکلا نہ دل زار کا ارمان نکلا
خاک نکلا مرے سینہ سے جو پیکان نکلا

نہ مٹی حسرت دل اور نہ ارمان نکلا
کام تجھسے نہ کوئی گردش دوران نکلا

آج کیون زیر زمین شورش محشر ہے بپا
کون ہوکر طرف گور غریبان نکلا

وسعت پر نور مین ساقی کے جو دیکھا ساغر
رند سمجھے کہ چمک کر مہ تابان نکلا

یہ ادا انکی یہ خموشی تو پتہ دیتی ہے
کوئی ہوکر تری محفل سے پریشان نکلا

نہ شکایت کبھی کی جور فلک کی مین نے
نہ کبھی منہ سے مرے شکوہ دوران نکلا

محو حیرت ہی رکھا جلوہ گہ جانان نے
تجھسے کچھ کام ہی اے دیدہ حیران نکلا

نہ کہین عرصہ محشر مین مرا نام آیا
نکوئی مجھسے گنہگار کا پرسان نکلا

سخت جانی نے کیا بازوئے جلاد کو شل
ہائے ارمان بھرے دل کا نہ ارمان نکلا

جی یہان بھی نہین لگتا ترے دیوانے کا
وحشت افزا ہے جنون شہر خموشان نکلا

ہو گئے دیکھتے ہی اسکو ہزارون بسمل
اس ادا سے وہ لیے خنجر بُران نکلا

چھوٹ کر روئے بہت پاون کے چھالے میرے
مین جو وحشت مین کبھی سوئے بیابان نکلا

اے خدا تو نے بنانے کو بنایا سب کچھ
کام کی چیز تو دنیا مین اک انسان نکلا

ایک تو غیر کہ منہ مانگی مرادین پائے
ایک مین جسکا نہ کوئی کبھی ارمان نکلا

ہم تو تڑپا ہی کئے ہجر مین دن رات سرورؔ
اور ہوگا کوئی جس کا کبھی ارمان نکلا

سحرؔ - جناب سراج میر خان صاحب پالی

جان نکلی نہ کبھی وصل کا ارمان نکلا
درد کا میرے زمانہ مین نہ درمان نکلا

وصل مین بھی رہی یہ قید کہ یون ہو یون ہو
عیش کا گھر بھی مرے واسطے زندان نکلا

وقت پڑتا ہے تو ہو جاتے ہین اپنے بھی رقیب
ہجر مین تار نفس روح کا سوہان نکلا

ہاتھ کانون پہ رکھا جن و ملک نے سنکر
عشق کا بار اوٹھا لینے کو انسان نکلا

دل کے نالون سے ہین دم بخود خوش لحن تو بھی
سینہ داغون سے مرا رشک گلستان نکلا

شریفؔ - جناب شریف محمد خانصاحب پالی

تیری محفل مین پہونچنے کا نتیجہ یہ ہوا
نیم بسمل کوئی نکلا کوئی بیجان نکلا

خوب ہی گیسوئے شبرنگ کے جلوے دیکھے
ایک ارمان یہ مرا شام غریبان نکلا

رنگ آخر کو یہی دشت نوردی لائی
خون سر پر لیے ہر خار مغیلان نکلا

مبتلا ایک زمانہ ہے محبت مین شریفؔ
تیرا محبوب ہی اک فتنہ دوران نکلا

شوقؔ - جناب محمد ریاض احمد پرائیویٹ ماسٹر ٹاہون

سرخرو ہو کے مرے سینہ سے پیکان نکلا
اب تو سفاک ترے تیر کا ارمان نکلا

گل تو کرتا تھا مجھے پند و نصیحت لیکن
آج ناصح بھی ترے بزم سے حیران نکلا

روز اغیار کی ہوتی ہین مرادین پوری
آپ کہیئے مرے دلکا کوئی ارمان نکلا

لاکھون وعدے کیئے اقرار ہزارون لیکن
ایک بہی ٹہیک نہ ظالم ترا پیمان نکلا

حسرت و یاس غم و رنج ملال و ہجران
سا تہہ میت کے مری خوب یہ سامان نکلا

مجکو لپٹا کے شب وصل کسیکا کہنا
آج بہی شوق نہ دلکا تری ارمان نکلا

شیدا - جناب چندی پرشاد صاحب - ایڈیٹر "کمال دہلی"

کسطرح اپنی دعا بابِ اثر تک پہونچے
گریۂ نیم شبی حلق کا دربان نکلا

کردیے آنکہہ ملاتے ہی ہزارون بسمل
ساتھ پردون مین بہی غمزہ ترا عریان نکلا

آج خورشید قیامت کے چہٹین کے چہکے
جلکے فرقت مین شرارِ دلِ سوزان نکلا

لی جو زلفون کے تصور مین تلاشی شب غم
جسجگہ دل تہا اوسے گوشہ مین ایمان نکلا

بنکے وہ زلف مرے حلق کی پہانسی نہوئی
تجہے کچہہ کام نہ اپنا شب ہجران نکلا

کس مزے کی ہے خلش ناوک مژگان کی قسم
جسکو ارمان سمجہتے تہے وہ پیکان نکلا

کوئی سمجہا نہ تری راز کی باتین شیدا
ہاے اس بزم مین کوئی نہ سخندان نکلا

[illegible]

شیدا - جناب مولوی عبد الحی صاحب بدایونی

ایک دلسوز چراغ شب ہجران نکلا
وہ بہی کمبخت فقط رات کا مہمان نکلا

یا الٰہی مرا سینہ ہے کہ زندان بلا
دلنشین ہوکے نہ دلسے کوئی ارمان نکلا

جسپہ خورشید قیامت کا گمان تہا سکو
وہی کمبخت ہمارا دل سوزان نکلا

تہا شب وصل بہی اونکی خفگی سے یہ حال
جی چراتا ہوا ڈرتا ہوا ارمان نکلا

میرا سایہ بہی رہا مجہسے جدا اے شیدا
ہاے کوئی نہ انیس شب ہجران نکلا

صغیر - جناب صغیر علی صاحب بہوپالی

جان ہی لی خلش نوک مژہ نے بیمری
تشنہ خون جگر یار کا پیکان نکلا

سنکے حال شب غم اونکو ترس آہی گیا
قصۂ ہجر مرے وصل کا ساماں نکلا

نیند انکو بھی سُنا ہے کہ نہین آتی ہے
تیرے نالون مین اثر تو دل نادان نکلا

کیا ملا او دل وارفتہ بتون سے مل کر
کوئی امید برآئی کوئی ارمان نکلا

پھر بگڑتی نظر آتی ہے ہوا پھولون کی
سیر گلزار کو وہ رشک گلستان نکلا

کب برے وقت مین آتا ہے کوئی کام صغیر
غمگسار ہی کو نہ کوئی شب ہجران نکلا

ضمیر ـ جناب ضمیر اللہ خان صاحب
([illegible] بھوپال)

روز محشر بھی نہ دیدار کا ارمان نکلا
مجھ سے منہ پھیر کے وہ فتنۂ دوران نکلا

کشش زلف سلامت رہے کافر تیری
بچکے اس جال سے ہنسا نہ مسلمان نکلا

جسکو پہلو مین بڑے ناز سے پالا تھا ہی
ناز بردار تمنا سے حسینان نکلا

دیکھنے کے لیے ظالم کے قیامت اوٹھی
ہاے اس ٹھاٹھ سے وہ فتنۂ دوران نکلا

سنکے لیلیٰ ابھی محمل سے نکل آئیگی
کہہ کے دیکھے کوئی مجنون کا گریبان نکلا

میرا ہمدم میرا مونس میرا غمخوار و رفیق
اس برے وقت مین کیسا غم جانان نکلا

ظہیر ـ راقم الدولہ جناب مولوی سید ظہیر الدین حسین صاحب دہلوی مدظلہ
یادگار خاقانی ہند حضرت ذوق دہلوی مرحوم

رنگ الفت نہ حجاب رخ جانان نکلا
شعلۂ شمع پس پردہ بھی عریان نکلا

وحشتون سے مرے کیا تنگ بیابان نکلا
کہ میرا سایہ بھی کچھ مجھسے گریزان نکلا

آئینہ تھا جو ترا خلوتی محفل خاص
وہ بھی مجھسا ہی سراسیمہ و حیران نکلا

چارہ گر ہمنے اسے جان سمجھ رکھا ہے
دم نکلجاے گا سینے سے جو پیکان نکلا

زندگی ہین ترے ملنے کی امیدین کافر
جان جائیگی جو دل سے مرے ارمان نکلا

شیشہ بھی تھی ابھی امید کہ وہ ٹوٹ گیا
کچھ تری خو سے بھی نازک ترا پیمان نکلا

دھجیاں دامن صحرا کی اوڑینگی اے خضر — پاؤن اپنا جو کبھی سوے بیابان نکلا
دیکھنا وسعت رحمت کہ پس حشر ظہیر — دل سے ناکردہ گناہون کا بھی ارمان نکلا

دیگر

بعد مردن بھی نہ دل سے غم پنہان نکلا — کہ جنازہ بھی مرا غیر کا ارمان نکلا
تری محفل سے نہ خوش ایک پر ارمان نکلا — کوئی نالان کوئی شاکی کوئی گریان نکلا
مرتے دم تک کبھی جمعیت خاطر نہوئی — دل برہم بھی تری زلف پریشان نکلا
جوش وحشت کی ذرا دست درازی دیکھو — ابھی دامن نہ سیا تھا کہ گریبان نکلا
جوش وحشت نے کیا راز محبت افشا — کر مرا چاک جگر تا بہ گریبان نکلا
مٹ گئے ہم بھی مگر رشک کا کھٹکا نہ مٹا — دل سے کمبخت نہ یہ خار مغیلان نکلا
ہائے اوس برق تبسم سے کھلا ہی کیا گل — داغ جو سینہ میں او بھر اگل افشان نکلا
کسقدر رخاطر صیاد میں رم ہے اُف اُف — تیر تک بھی دل بسمل سے گریزان نکلا
چارہ گر سے نہ بن آئی کوئی تدبیر شفا — درد آخر کو تپ ہجر کا درمان نکلا
ہم تو سمجھے تھے غم ہجر سے مرجائینگے — ہائے یہ کام بھی قسمت سے نہ آسان نکلا
واہ کافر نے نباہی ہے رفاقت کیا کیا — جان بن بن کے دل زار سے ارمان نکلا
دل کے زخمون پہ نمک پاش رہا شور شباب — قطرہ جو چشم سے نکلا وہ نمکدان نکلا
جوش وحشت کی یہان بھی نہ سمائی دیکھی — تنگ اتر دل سے مری خانۂ زندان نکلا
ایک تم ہی تو نہین محو تماشا اپنے — آئینہ تجھسے سوا شیفتہ و حیران نکلا
نہ کیا ابرو پر خم نے مرا کام تمام — بار ہا میان سے یہ خنجر بران نکلا
بعد مرنے کے ہوئی روح مقید آزاد — جسم خاکی جسے سمجھے تھے وہ زندان نکلا
راز الفت نے کبھی رخصت فریاد نہ دی — یہ بھی کمبخت مرے حلق کا دربان نکلا
چشم پرنم نے ڈبو یا بھری محفل مین ظہیر — قطرہ سمجھے تھے جسے نوح کا طوفان نکلا

ظہور جناب مولوی ظہور الحق صاحب بدایونی - شاگرد سرور قادری

دل دیا جسکو وہی جان کا خواہان نکلا
کچھ بھی ارمان بھرے دلکا نہ ارمان نکلا

وحشیان دامن صحرا کی اڑا ئین دھجیان جا کر
گھر سے وحشت مین جو مین چاک گریبان نکلا

جھک گئے سجدہ مین سب سرو قدان گلشن
پئے گلگشت جو وہ سرو خرامان نکلا

داغ دل داغ جگر حسرت و یاس و حرمان
جب لٹا قافلۂ دل تو یہ سامان نکلا

آگیا دائو مین اسکے مجھے معلوم نہ تھا
دوست بنکر مرا دشمن دل نادان نکلا

عطا جناب بابو عطا محمد صاحب بدایونی - شاگرد نواب فصیح الملک مرحوم

میرا ارمان نہ سمجھی غیر کا ارمان نکلا
تجھ سے کچھ کام تو اے گردش دوران نکلا

تیرا سودائی کہان بے سر و سامان نکلا
چاک دامن نہوا کیا نہ گریبان نکلا

آپ نے پھر نگہ تیز سے دیکھا مجھکو
پھر مرے قتل کو یہ خنجر بران نکلا

لیچلا بزم عدو مین دل شیدا مجھکو
میرا ہمدرد مری جان کا خواہان نکلا

روز فرقت نہ تھمے چار بھی آنسو تجھسے
ایسا کم ظرف تو اے دیدہ گریان نکلا

تم شب وعدہ نہ آئے نہ گئی حسرت دید
گھر مین داخل ہوا مہمان نہ مہمان نکلا

زخم دل بخت عدو غنچہ گلہاے چمن
آج محفل سے جو نکلا تری خندان نکلا

میری جمعیت خاطر نہ ہوئی خیر نہ ہو
غیر بھی تو تری محفل سے پریشان نکلا

تجھکو عاشق کی ندامت سے ندامت نہوی
تیری محفل سے عدو سر بگریبان نکلا

عزیز - جناب مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی

طبقۂ خاک مین اک عالم پنہان نکلا
دل بھر آیا جو سوے گور غریبان نکلا

شوق تعمیر مین مضمر تھی مری ویرانی
ذرہ ذرہ مین مرے گھر کے بیابان نکلا

مر گیا ایک نظر دیکھ کے گردون کیطرف
تیرے بیمار کا جب کوئی نہ پرسان نکلا

زلف مین آئی شکن پھر وہ ہوے چین بجبین
پھر وہی سلسلہ چاک گریبان نکلا

حسرت لذت بیداد ستم مجھسے پونچھہ
مدتون رویا ہون جب سینہ سے پیکان نکلا

چارہ گر تہا جو مرے زخم جگر کا کل تک
آج دیکھا تو وہ خود لائق درمان نکلا

عاجز - جناب احمد علی خان صاحب پہلی

ان حسینون سے نہ دلکا کبہی ارمان نکلا
ہمنے چاہا جسے وہ جان کا خواہان نکلا

یاد آتا ہے شب وصل کسیکا کہنا
اپنو دل شاد ہوا آپ کا ارمان نکلا

عالی - جناب سید ابن علی صاحب صفی پوری مقیم بہول

گھر سے باہر جو وہ غارت گر ایمان نکلا
دل سنبہالے ہوے ہر گبر و مسلمان نکلا

بخت بد مائل رنگ شب ہجران نکلا
میری قسمت مین سیہ بختی کا سامان نکلا

فکر راحت طلبی مفت کی کلفت تھی
عیش جتنا تہا وہ سب خواب پریشان نکلا

مین رہا دفن سے محروم ترے کوچے مین
ہر جگہ زیر زمین گنج شہیدان نکلا

پاک ترغیب ہوس سے رہی وحشت میری
ہاتھہ کہنچے ہوے دامن سے گریبان نکلا

اونکا دیدار مجھے نزع مین ہونا تہا نصیب
ہاے کس حال مین کمبخت یہ ارمان نکلا

جلنے جی ہو چکی امید مداواے ستم
درد منت کش بیدردی درمان نکلا

ہمت بادیہ گردی مری اللہ اللہ!
کہ میرے پاون کے نیچے سے بیابان نکلا

ہر جگہ ایک رہا دست جنون کا انداز
ہاتھہ دامن پہ بھی ڈالا تو گریبان نکلا

جب ہوئی ہمکو ترے اہل پرستش کی تلاش
برہمن دیر سے کعبہ سے مسلمان نکلا

اچھی صورت کی پرستش رہی ملت مین
حسن سبکے لیے اک رشتۂ ایمان نکلا

حسرتین غیر کی سرمایہ دل تہا میرا
سب مرے گھر کا چرایا ہوا سامان نکلا

جسکے رہجانے سے کچھہ داد خلش کو ملتی
پار ہو کر مرے دل سے وہی پیکان نکلا

اوسمین موجود تھی اک لذت شورتیت خون
زخم کا جسپہ گمان تھا وہ نمکدان نکلا

دل مین حسرت ہی نہ تھی خون وہ کس کا کرتا
یاس سے منہ مرا تکتا ہوا پیکان نکلا

اوٹھ ہو ناٹھ ہتی پھرتی ہے جسکو مری بیتابی دل
زینت پہلوے دشمن وہی ارمان نکلا

کچھ سوا ہوتا تو پھر دامن محشر بنتا
خیر سے چار گرہ کا یہ گریبان نکلا

عصمت - جناب عصمت اللہ بیگ صاحب بھوپالی

آج وہ ہو کے سوے گور غریبان نکلا
مرنے والے کا بہت روز مین ارمان نکلا

آج قاتل نے بڑا بوجھ اوتارا سر سے
جسکو دشوار سمجھتے تھے وہ آسان نکلا

اثر آمیز جنون کیا ہے ہواے گلشن
جو کھلا پھول یہان چاک گریبان نکلا

فصل گل آئی ہے اس رنگ سے اب کے عصمت
خیر مقدم کے لیے جسکے گریبان نکلا

عظیم - جناب عبد العظیم صاحب بھوپالی

جان ہی لیکے ترے تیر کا پیکان نکلا
ہیکے ہی خون کا پیاسا مرا مہمان نکلا

ہے گلہ مجھکو تو قسمت سے خفا تم کیون ہو
شکوہ جور مرے منہ سے کب اے جان نکلا

ابھی پہونچی ہے یہ نوبت کہ الٰہی توبہ
ایک دم ہی نہین میرا شب ہجران نکلا

نہ قضا آئی نہ تم آئے نہ گذری شب غم
ہجر مین کون مرے حال کا پرسان نکلا

زمزمون پر جو گلستان مین کیا غور عظیم
اونکا مداح ہر ایک مرغ خوش الحان نکلا

عیش - جناب مولوی مجتہد الدین صاحب بھوپالی

دم تڑپ کر جو تہ خنجر بران نکلا
حسرت اوس شوخ کی نکلی مرا ارمان نکلا

نہ کہین در ہے نہ دیوار کہان سر پھوڑون
گھر سے ناحق ہی بہ ایماے شوق بیابان نکلا

لطف واندوہ الم قسمت عاشق مین نہ تھا
واے محرومی کہ دم ہی شب ہجران نکلا

لو مبارک ہو وہ کھینچے ہوے تیغ آتے ہین
شکر ہے درد دل زار کا درمان نکلا

چلکے فرماتے ہین وہ تیرا جنازہ نکلے
کل اودھر ہوکے جو ہین سوختہ ساماں نکلا

جسکی نسبت ہے یہ مشہور کہ نکلا نہ کبھی
ہاے افسوس کہ میرا ہی وہ ارمان نکلا

دیکھنا خاک مین ملجاے گا سب لطف سخن
بزم سے آپ کی گر عیش سخندان نکلا

عیش - جناب عیش صاحب بھوپالی شاگرد حضرت فصیح الملک مرحوم

اہل تعبیر کے ہوش اڑ گئے سنتے سنتے
کسقدر طول مرا خواب پریشان نکلا

تم تو کہتے تہی کہ نکلیگی نہ حسرت تیری
یہ بتادو مجہے اب کیون مرا ارمان نکلا

پاون اوٹھ بہی نہین سکتا ہے ترا ای مجنون
کیا اسی پاون کے نیچے سے بیابان نکلا

خلق یون ڈالتی ہے میری لحد پر چادر
خاک کا ڈھیر بھی گویا تن عریان نکلا

یہ تو سب سچ ہے کسی نے نہین کھینچا دامن
یہ تو فرمائے کیون آپ کا دامان نکلا

لیلیا وہ بہی جو ایمان رہا تہا میرا
حوصلا اتنو ترا دشمن ایمان نکلا

اتنے ٹکڑے کیے میرے وہ رہنے کی نہین
آستین اونکی چڑہی خنجر بران نکلا

اپنا دشمن کی گلی مین تو نہ ہوتا مسکن
اسکا کوچہ بھی مگر کوچۂ جانان نکلا

ہوگیا لوٹ وہ کافر تری نادانی پر
ایک چالاک مگر تو دل نادان نکلا

وہ یہ کہتے تھے کہ ہم رکہتے ہین جادو کی کتاب
عیش دیکہا تو ہمارا ہی وہ دیوان نکلا

عابد - جناب عابد علی صاحب بھوپالی - تلمیذ جناب سحر مدظلہ

خیر ہو جان حزین موت کا سامان نکلا
آج کہولے ہوے وہ زلف پریشان نکلا

عمر بھر تیری عنایت سے مین اے گیسوئے یار
گھر سے باہر کبھی نکلا تو پریشان نکلا

پھر گنا ہون کا کہلیگا نہ کسی کے دفتر
حشر کے دن جو مرا نامۂ عصیان نکلا

امتحان میرا عدو کا سر میدان ہوگا
آج کھینچے ہوے وہ خنجر بران نکلا

ناتوانی نے کیا ذبح سے پہلے مردہ
تیرے خنجر کا نہ قاتل کبھی ارمان نکلا

تجھسے بہت لپٹے ہوئے حسرت وارمان آہین
تیر قاتل کا جو دل سے مرے پیکان نکلا

تمسے حسرت دل ناشاد کی نکلی کوئی
تمسے کچھ جان حزین کا مرے ارمان نکلا

رات بھر وہ مری آہون سے تڑپتے ہی رہے
وصل کی شب نہ عدو کا کوئی ارمان نکلا

نعش عاشق یار کو پری رونے دیا ہی کاندھا
بعد مرنے کے وہ ہمدوش سلیمان نکلا

فیاض - جناب حافظ محمد فیاض حسین خانصاحب متوسل دارالاقبال بھوپال

باب فردوس سے جب سرور ذیشان نکلا
قدسیون نے کہا وہ ماہ درخشان نکلا

چبھ گئی دل مین کچھ ایسی تھی دل اوپر خلش
دشت طیبہ کا ہر اک خار گلستان نکلا

بخشوایا ہی ہمین اور خدا سے بھی ملے
شب معراج مین سب آپکا ارمان نکلا

دیکھکر آپ کو یون حضرت آدم نے کہا
میری اولاد مین یہ فخر رسولان نکلا

سن کے یہ تیری غزل سب لگے کہنے فیاض
نعت کا بزم مین تو ایک سخندان نکلا

قمر - جناب بدر الحسن صاحب بدایونی

شرع مین آئین آگے وہ میری تسلی کیلئے
دم نکلجائے گا جسپر وہ یہ ارمان نکلا

دامن یار سمجھتا تہا جسے دست جنون
مین نے دیکھا تو وہ میرا ہی گریبان نکلا

میرے مرنے کی خبر سنکے وہ رو دئیے کیون ہین
مین مصیبت سے چھٹا غیر کا ارمان نکلا

ہائے یہ کہکے ستمگار نے دل پھیر دیا
لیجئے لیجئے اسکو یہ پر ارمان نکلا

کیا ٹھکانا ہے بھلا میری پریشانی کا
دل سے نالہ بھی جو نکلا تو پریشان نکلا

ہمنے دلدار سمجھکر جسے دل نذر کیا
کیا قیامت ہے کہ وہ جان کا خواہان نکلا

مری حسرت سے یہ صادر ہو کہ وہ فرماتے ہین
شعر مین بھی نہ لکھین آپ کہ ارمان نکلا

خواب مین آئے ہین وہ جنکو بلایا تہا قمر
لو مبارک ہو کہ دیدار کا ارمان نکلا

قیصر - جناب سید محمد یوسف صاحب ایڈیٹر رسالہ ''احباب'' بھوپال

بعد مرنے کے بھی کشتون کا نہ ارمان نکلا
تو نہ اک دن طرف گور غریبان نکلا

دست وحشت نے گریبان کی بنائی زنجیر
جوش دیوانگی آرائش زندان نکلا

سخت جانی ہے سبکدستی قاتل کا جواب
زخم کہا کر بھی نہ دل سے مری ارمان نکلا

جسکو کہتے ہین پشیمان فریب ہستی
وہ مرے نامۂ اعمال کا عنوان نکلا

کمال - جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب خلف الصدق وجانشین حضرت جلال لکھنوی

خلش درد بنا جان کا خواہان نکلا
دلکا ارمان ہی خود صورت پیکان نکلا

دل سے گھبرا کے جو نالۂ شب ہجران نکلا
پوچھنے حال پریشان کا پریشان نکلا

میکشو جوش ہو کہ پی شیخ نے توبہ توڑی
جسکو پیمانہ سمجھتے تھے وہ پیمان نکلا

کثرت شوق وتمنا نے بنایا بیخود
آپ ہی بزم سے اپنے مین پریشان نکلا

دلکو تڑپا کے کیا خون بڑا کام کیا
سرخرو ہو کے ترے تیر کا پیکان نکلا

دامن شوق سے وہ بھی نہ نکلنے پائے
اونکے دامن سے یہین یون دست گریبان نکلا

پھر نہین ناز سے کہد و طلب بوسہ پر
مدعا اس دل بیتاب کا ہان ہان نکلا

بڑہکے سوز غم پنہان نے مجھے پہونکدیا
اک دہوان تھا تری محفل سے پریشان نکلا

ملگیا اوس کا پتا جب سے زخود رفتہ ہوے
جدہر آنکلے ادہر کوچۂ جانان نکلا

مژدہ دیتا ہے گلے پر ترے پہرنیکو ہے تیغ
جنکے تصویر ہلالی جو گریبان نکلا

گریۂ چشم ہے برباد پریشان آہین ہے
غم کا سامان بھی عجب بے سر وسامان نکلا

وہ عیادت کو بھی آئے تو عدو کے ہمراہ
دم بھی نکلا جو کسی کا تو پریشان نکلا

تیرا بیمار تو ممنون اجل تک نہ ہوا
درد خود چارہ سے بڑہا صورت درمان نکلا

دل بھی سینے سے کھنچ آیا ترے پیکان کیساتھ
صاحب خانہ کو لیتا ہوا مہمان نکلا

تھا پس مرگ بھی دل اوسکو جلانا منظور
شمع لیکر جو سوئے گور غریبان نکلا

غم ملا رنج ملا درد ملا داغ ملے +
محفل یار سے مین باسر و سامان نکلا

دل نے تھاما نہ تھما ضبط نے روکا نہ رکا
وائے وہ حرف تمنا جو پریشان نکلا

بیوفاؤن سے وفا کا متوقع ہے کمال
ہمتو دانا اوسے سمجھے تھے وہ نادان نکلا

دیگر

وحشت انگیز غضب عشق کا سامان نکلا
ہر چمن خاک اڑانے کو بیابان نکلا

غیر تو صرف در یار کا دربان نکلا ؛
اپنی قسمت سے مین دونون کا نگہبان نکلا

منہ سے نالہ بھی نہ کوئی شب ہجران نکلا
ضبط پنہان جو بڑا حلق کا دربان نکلا

گردش چشم سیہ۔ رنگ جہان۔ دور فلک
جسکو دیکھا وہ رقیب سر و سامان نکلا

آبرو خاک مین ملجائیگی یہ یاد رہے
ایک آنسو بھی جو اے دیدہ گریان نکلا

محفل عشق ہے یارب کہ تماشا کوئی
کوئی گریان کوئی خندان کوئی حیران نکلا

وہ تمنا ہوئی جسکو نہ کسی نے پوچھا
وہ ملا دل کہ جسکا کوئی خواہان نکلا

کہین پیمان سے پیمانہ بغلگیر ہوا
کہین پیمانہ سے لڑتا ہوا پیمان نکلا

دیکھو بربادی تقدیر اسے کہتے ہین
ہمنے جس گھر کو بسایا وہ بیابان نکلا

جوش وحشت مین طبیعت سو الجھنے کیلئے
پرزہ پرزہ مرے دامن کا گریبان نکلا

پیرہن وہ ہمین قسمت نے دیا ہے جسمین
چاک مین چاک گریبان مین گریبان نکلا

ٹرہکے آنکھون نے مری شرم کا پردہ ڈالا
خنجر یار دم قتل جو عریان نکلا

قتل کے وقت بنا صورت تیغ اے قاتل
یہ مرا شوق شہادت ہے جو عریان نکلا

اپنا غمخوار تصور کو ترے جانتے تھے
وہ بھی قسمت سے دل غیر مین مہمان نکلا

اپنی قسمت سے بڑھا وحشت دل کا یہ اثر
دشت میں دشت بیابان میں بیابان نکلا

میرا ہمارہ رہنا کون مصیبت میں کمال
میرا ارمان مرے حال کا پرسان نکلا

کاوش - جناب محمد شاہ خان صاحب شاگرد حضرت جلال مغفور

یار کے آتے ہی دل سے غم ہجران نکلا
بعد مدت کے مرے گھر سے یہ مہمان نکلا

ہو فا تمنے زمانہ میں کہاں دیکھے ہیں
ہم دکھا دیں گے جو دل سے کوئی ارمان نکلا

وصل جانان سے جو رکھا مجھے تونے محروم
اب تو ارمان ترا اے شب ہجران نکلا

لاکھ کرتی رہی سیدھا مرے دلکی الجھن
بل ترا پھر بھی نہ اے زلف پریشان نکلا

وصل کی شب مرے دلکی ہے یہ فریاد نئی
مجھکو تنہا ہے کوئی ہاتھوں سے کہ ارمان نکلا

اسکے رہنے سے ہمیں ملتی تھی کچھ لذتِ درد
ہائے کیوں دل سے ترے تیر کا پیکان نکلا

اب شکایت وہ مٹی دل سے جو تھی مدت کی
چارہ گر آج مرے درد کا درمان نکلا

دیکھئے کتنی مسلمان ہوں کافر کاوش
آج پھر گھر سے وہ غارت گرِ ایمان نکلا

گرامی - جناب وکیل احمد صاحب مقیم بھوپال

ہر نفس دل میں خیالِ رخِ جانان نکلا
اک یہی دم ہے جو آرام دہ جان نکلا

او سیہ بخت بڑی وضع کی پابند ہے تو
بل نہ شانہ سے ترا کاکل پیچان نکلا

شام سے صبح ہوئی چین نہ آیا اک دم
تو بھی اسے درد جگر جان کا خواہان نکلا

دل کے ٹکڑے کیے باتوں نے تری وقتِ کلام
فقرہ ہر ایک ترا خنجرِ برّان نکلا

صبح محشر کی بھی صورت نہ دکھائی تونے
کام اتنا بھی نہ تجھسے شب ہجران نکلا

اپنی صورت پہ اگر یار نہیں ہے مائل
آج کیوں آئینہ خانہ سے وہ حیران نکلا

وہ نزاکت تھی گرامی کہ نہ اٹھا خنجر
آج بھی شوق شہادت کا نہ ارمان نکلا

لطف - جناب مولوی مفتی اکرام احمد صاحب بدایونی

اشک بن بن کے جو راز غم پنہان نکلا
آئینہ جلوۂ رخسار کا حیران نکلا

یا خدا اب دل وحشی کو کہان بہلاؤن
اپنتو ارمان ترا وہ بن گریبان نکلا

خاک ڈالے سے کہین آگ دبا کرتی ہے
شانہ کس بات پہ انگشت بدندان نکلا

رہگئی کیون مری گردن سے لپٹ کر شمشیر
عرصۂ حشر تو اک گوشۂ زندان نکلا

کچھ اسی ناز سے تیغ نگہ ناز چلی
دل مکدر جو ہوا نالۂ سوزان نکلا

شور ہے مجمع ارباب ہنر مین ہر سمت
دامن تیغ بھی کیا میرا گریبان نکلا

دہن زخم ہی قاتل کا ثناخوان نکلا

حضرت لطف سا کوئی سخندان نکلا

اگر نکلا بھی پہلو سے دعا دے کے تو نکلا + دل سے کوئی بھی نہ ارمان نکلا

مرزا۔ جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی۔ بی اے پروفیسر کرسچن کالج لکھنؤ

دل بیتاب حریف غم پنہان نکلا
گرمیٔ شوق سے نالہ شرر افشان نکلا

خوش ہین کیون شوق سے بیت کے اٹھا بیٹھے
مرنے والے کا بھی آخر کوئی ارمان نکلا

فکر احباب کہ گھر مین اسے پابند کرو
ہمکو یہ فکر کہ قبضہ سے بیابان نکلا

خیر ہو جوشش جنون پھر اوسی انداز پہ ہے
آج وہ ذکر پھر اے ناصح نادان نکلا

شوق دیرینہ دل پر نکل آئے آنسو
زنگ خوردہ مرے سینہ سے جو پیکان نکلا

گم ہو۔ برباد ہو۔ آوارہ ہو۔ دیکھین کیا ہو
اپنتو قابو سے ہمارا دل نادان نکلا

درد پہلو سے بہ اندازہ محشر اٹھا
اشک آنکھون سے باندازہ طوفان نکلا

تجھکو بدنام کیا تیری غزل نے مرزا
نالۂ شوق حریف غم پنہان نکلا

منظور۔ جناب حکیم ابو المنظور صاحب قادری بدایونی

کام تجھسے نہ مرا او شب ہجران نکلا
موت آئی نہ دل زار کا ارمان نکلا

دولت وصل کا کس بت کی یہ خواہان نکلا
شیخ کیون ہاتھ پہ رکھے ہوے ایمان نکلا

مردے رفتار قیامت کی ادا پر چونکے
ناز سے جب وہ سوے گور غریبان نکلا

جان لیکر بھی یہ کمبخت خدا سے نہ ڈرے
ان بتون مین نہ کوئی بندۂ احسان نکلا

لو لگی رہتی ہے جسکی تجھے ہر دم اے دل
محفلِ غیر مین وہ شمعِ شبستان نکلا

چرخ کے ہوش اُڑے برق گری تھرا کر
تیوری بارے بخو وہ فتنۂ دوران نکلا

ہم اسیرون کی اسیری مین بھی اچھی گذری
کہ جسے طوق سمجھتے تھے گریبان نکلا

نہ رہا تار گریبان مین تو اے دستِ جنون
دستِ بوسی کو ترے تارِ رگِ جان نکلا

اب وہ آزار نہ تکلیف نہ کاہش نہ خلش
جان بنکر مرے دل سے غمِ پنہان نکلا

لگئے عیش و طرب کے اوسے سامان سارے
وادئ عشق مین جو بے سر و سامان نکلا

شوق دل کو مئ ستمگار مین لیکر پونچا
پھر بھی کمبخت مری جان کا خواہان نکلا

آہ وہ خانۂ دل تھا جو پریخانہ کبھی
ستمِ چرخ سے اب خانۂ ویران نکلا

رنگ کچھ اور بھی ہوگا سرِ محشر قاتل
تیرے دامن پہ اگر خونِ شہیدان نکلا

لوگ کہتے تھے جسے دامنِ محشر منظور
وحشئ عشق کا وہ چاکِ گریبان نکلا

محشر — جناب مرزا کاظم حسین صاحب لکھنوی

خلوتِ شوق مین جذباتِ دلی کو صدقے
جو تصور کیا مین نے وہی سامان نکلا

پوچھ لین چلکے ذرا طور سے آتے ہین کلیم
کونسا رہ گیا اور کونسا ارمان نکلا

وحشت آبادِ محبت کی نہ پوچھ وسعت
ایک اک گام پہ ایک ایک بیابان نکلا

کھینچے بیٹھا ہے دل سے کوئی پیکانِ ستم
اور کب نکلے گا جب آج نہ ارمان نکلا

ہٹ گئے حشر مین یہ کہہ کہ مرے پاس نہ آ
لو قیامت ہوئی ذکرِ غمِ ہجران نکلا

سر بسر آئینۂ حالِ پریشان نکلا

مہر — جناب منشی عبد القیوم صاحب اہلکار دفتر محاسبی بھوپال

جان جاتی ہے طبیعت نہین آتی گویا
عشق انسان کے لئے موت کا سامان نکلا

سیکڑون دل ہوے پامال ہزارون جانین
آج اس چال سے وہ سرو خرامان نکلا

سیکڑوں عہد کیے سیکڑوں قسمیں کھائیں — پھر بھی وہ عہد ترا سچا نہ عہد و پیمان نکلا
ہوگیا صور قیامت کا گمان عالم کو — دل نالان سے جو نالۂ شب ہجران نکلا
چڑھ کے سینہ پہ کیا ذبح مجھے قاتل نے — ہائے نکلا بھی تو کب وصل کا ارمان نکلا
اوسکی محفل ہے کہ دنیا کا نمونہ اے مہر — کوئی روتا ہوا آیا کوئی خندان نکلا

محو ۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب بدایونی شاگرد سرور قادری

خاک نکلا مرے سینہ سے جو پیکان نکلا — ہائے تقدیر نہ دل نکلا نہ ارمان نکلا
داغہا سے دل عشاق تماشا نکلے — ایک غنچہ میں گلستان کا گلستان نکلا
نام کو بھی نہ رہی بوے وفا عالم میں — دل دیا جسکو وہی جان کا خواہان نکلا
باعث وصل ہوا صدمۂ فرقت آخر — ہم جسے درد سمجھتے تھے وہ درمان نکلا
غم سے بڑھکر ہمیں دنیا میں نہیں کوئی عزیز — بس یہی ایک انیس شب ہجران نکلا
عشق میں قید علایق سے بہت سہل چھٹے — کام دشوار تھا لیکن ہمیں آسان نکلا
اک نہ اک آہی گیا مشغلۂ وحشت کو — بچگیا ہاتھ سے دامن تو گریبان نکلا
اشک خون آنکھ سے نکلا جو شب غم اے محو — میں یہ سمجھا دل بیتاب کا ارمان نکلا

منظور ۔ جناب منشی منظور علی صاحب بھوپالی

دام صیاد کے باعث نہ اک ارمان نکلا — پہونچے جس باغ میں بلبل وہیں زندان نکلا
آج صد شکر ہوا قتل ترے ہاتھوں سے — میری حسرت ہوئی پوری مرا ارمان نکلا
زور کیا کیا نہ کیا وحشت دل نے لیکن — نہوا چاک وہ مضبوط گریبان نکلا
پی لیا خون مرے دل کا غم جانان نے تمام — کس قیامت کا بلا نوش یہ مہمان نکلا

مبارک ۔ جناب مبارک حسین صاحب بھوپالی

جب کہا میں نے کہ اغیار کا ارمان نکلا — کیا ہی جھنجلا کے وہ کہنے لگے ہاں ہاں نکـ

اور کیا اسکے سوا ہوگا محبت کا ثبوت ‏‏ مرتے مرتے بھی تو مین آپ کا خواہان نکلا

ملال - جناب سید اکرام حسین صاحب سیتاپوری (مقیم بھوپال)

لیکے دل ساتھہ ترے تیر کا پیکان نکلا ‏‏ صاحب خانہ بہمراہی مہمان نکلا

مرغ دل پھنسکے نہ اوس گیسوی پیچان چھٹا ‏‏ سنبلستان جسے سمجھے تھے وہ زندان نکلا

ہوگئی صور سرافیل صدائے پا زیب ‏‏ آج یہ کون سوے گور غریبان نکلا

وہ شب وصل لپٹ کر یہ کسیکا کہنا ‏‏ اب تو تیرے دل بیتاب کا ارمان نکلا

ان حسینون کے تغافل سے خدا تک پہونچا ‏‏ دشمنی جسکو سمجھتا تھا وہ احسان نکلا

دیکھہ قاتل طپش عشق کی گرمی یہ ہے ‏‏ قطرۂ خون ہے جو نکلا شرر افشان نکلا

اس ادا پر بھی نہو قتل کی حسرت کسکو ‏‏ تیغ با تارے ہوے قاتل سر میدان نکلا

مہربان سمجھے تھے ہم اس دل نادان کو ملال
ہای یہ بھی تو مری جان کا خواہان نکلا +

کوچہ یار سے باحال پریشان نکلا ‏‏ کبھی حیران کبھی گریان کبھی خندان نکلا

جب کہا مین نے کہو غیر کا ارمان نکلا ‏‏ کس ڈھٹائی سے وہ کہتا ہے کہ ہان ہان نکلا

زلف جانان مین کہین پھنس کے نہ یہ رہجاے ‏‏ گھر سے پہلے ہی پہل ہے دل نادان نکلا

ہاتھا پائی سے شب وصل پڑی تھی جو شکن ‏‏ صبح کو چین پہ چین یار کا دامان نکلا

غم ہمارا ہم مین وہین چھوٹ کے رویا چھالا ‏‏ میرے تلوے سے اگر خار مغیلان نکلا

غلطی سے جسے سب صبح قیامت سمجھے ‏‏ وہ ترے شیفتہ کا چاک گریبان نکلا

شوق نے کوچۂ جانان کا بتایا رستہ ‏‏ میرے پہلو سے جو میرا دل نادان نکلا

مددا سے جوش جنون تار نہ جامہ کا رہے ‏‏ ہاتھہ میرا ابھی سوے جیب و گریبان نکلا

بیڑیان کاٹ دین دیوانہ سمجھکر اوس نے ‏‏ ہاے افسوس نہ مین قابل زندان نکلا

جسنے لوٹی ہے تری عارض گلگون کی بہار
وہ نہ بھولے سے کبھی سوی گلستان نکلا

دیکھہ اے دردِ جگر ضبط اسے کہتے ہین
ایک نالہ بھی نہ منہ سے شب ہجران نکلا

شب ہجران کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا
میری محفل سے جو وہ شمع شبستان نکلا

اے ملال اسنے شب ہجر بڑا ساتھ دیا
باوفا صرف خیالِ رخِ جانان نکلا

نیرنگ - جناب میر غلام بھیک صاحب بی اے - گورنمنٹ پلیڈر انبالہ

مین عبث سیر گل ولالہ کا خواہان نکلا
دل پر داغ ہی میرا چمنستان نکلا

عمر بھر دل مین یہ کانٹا سا کھٹکتا ہی رہا
جان نکلی تو تری دید کا ارمان نکلا

تو ملا تو دل وجان سے وہ خلش دور ہوئی
خار سمجھے تھے جسے وہ ترا ارمان نکلا

محشرستان تمنا ہے جسے دل کہیے
لاکھہ ارمان ہوے پیدا جو اک ارمان نکلا

نازنین تیرے وہ جادو کہ تری محفل سے
کوئی خندان کوئی گریان کوئی حیران نکلا

یاس انجام ہوا میری سب امیدون کا
ہر تمنا مرے ایک خواب پریشان نکلا

آگیا ہاتھہ قناعت کا خزانہ جب سے
زحمت افلاس ہی اپنا سروسامان نکلا

یون تو آباد ہے دنیا مگر اے قحط رجال
ہم نے جس شہر کو دیکھا وہ بیابان نکلا

نت نئے رنج نے دل کو وہ بنایا پتھر
کبھی آنسو بھی نہ بنکر غم پنہان نکلا

تمسے جو دور رہا کشتۂ حسرت ہی رہا
جو ملا تم سے وہ انجام پشیمان نکلا

یہ جو ویرانی سی ہے بزم جہان مین نیرنگ
غور سے دیکھا تو عکس دل ویران نکلا

نظام - جناب مولوی خواجہ نظام الدین صاحب دہلوی شاگرد سرور قادری

نکلی ایمان کی جان جانکا ایمان نکلا
پردۂ زلف سے اسکا رخ تابان نکلا

نامرادی کا برا ہو کہ بجز حسرت و یاس
پاس ہوکر بھی نہ کوئی شب ہجران نکلا

لاکھہ پردے مین ابھی حسن کرای حضرت عشق
لاکھہ پردے سے کسیکا رخ تابان نکلا

خاک سے میری رہا بعد فنا اسکو غبار — جب وہ نکلا تو اٹھا ہی ہو کر دامان نکلا
آگیا درد سے اوسکے دل بے درد کو درد — درد ہی درد دل زار کا درمان نکلا
کیون برا مان گئے شکوۂ بیداد پہ تم — کونسا جور و جفا کا نہیں ارمان نکلا
حشر مین حشر کہین اور نہ برپا ہو نظام — لو وہ سرکا ہے نقاب رخ تابان نکلا

نوشین ۔ جناب اصغر حسین صاحب بہوپالی

زلف پرخم سے مرے دلکی رہائی معلوم — تھا جو آزاد وہ اب قیدی زندان نکلا
کیون نہ آئے ہمین تقدیر پہ رونا اوسکی — تیری محفل سے جو ناشاد و پریشان نکلا
ہائے کن آنکھون سے کمبخت یہ دیکھا جائے — غیر کے گھر سے کوئی ہو کے جو شادان نکلا
جودت طبع مری دیکھ کے سب کہتے ہین — آہ نوشین بھی قیامت کا سخندان نکلا

تبسم* ۔ جناب علی حسن صاحب بدایونی

عیش یکدم سبب رنج فراوان نکلا — خواب راحت بھی مرا خواب پریشان نکلا
وصل کا حوصلہ اکدن بھی نہ اے جان نکلا — مرتے مرتے بھی مرے دل سے نہ ارمان نکلا
خون ناحق پہ شہادت کو مرے حشر کے دن — میان سے خنجر قاتل بھی پشیمان نکلا
چھان مارا تیری نظرون نے مرا خانۂ دل — اسمین نکلا تو ستمگر ترا ہی پیکان نکلا
تونے دکھلائے ہین ہر رنگ مین جلوے اپنے — کہین ظاہر نظر آیا کہین پنہان نکلا
اُف رہی شوریدہ سری جوش جنون مین میرے — ہاتھ دامن پہ جو ڈالا تو گریبان نکلا
اپنے رونے پہ تعجب ہے تبسم مجھکو — میری آنکھون مین چھپا نوح کا طوفان نکلا

سید ۔ جناب سید حسن صاحب اہلکار دفتر محاسبی بہوپال

حسب خواہش دل بسمل کا نہ ارمان نکلا — خون تمناؤن کا سر پر لیے پیکان نکلا
دل ہے اب سینہ مین باقی نہ جگر ہے ظالم — خاک اس گھر کی ہم اڑا کر ترا پیکان نکلا

* یہ غزل بوجہ سہو کتابت اور بقیہ دیر مین موصول ہونے کی وجہ سے یہان درج کی گئین ۔

توڑ کر سینہ جگر مین اوتر آئی وہ نگاہ
کہین تو وہ باتھا کہین تیر کا پیکان نکلا

لب تک آنے نہ دیا حرف تمنا تو دیا
ضعف آخر کو مرے حلق کا دربان نکلا

واہ رے عشق تری پردہ دری کو صدقے
دامن قیس بھی لیلیٰ کا گریبان نکلا

اک نہ اک فتنۂ نو خیز بنا ہی پا پا
کبھی خالی نہ ترا گوشۂ دامان نکلا

دل بیتاب کو روکو کہ چلا ہاتھون سے
وہ چھپا منھ کی سے وہ گوشۂ دامان نکلا

چاک رسوائی بنا پردۂ دامان امید
حسن خود اپنے طلبگار کا خواہان نکلا

اور اب کس کی طرف دار رہینگے لوگ اپنا
دل بھی ظالم ترا شرمندۂ احسان نکلا

لیکے پھر آگئی پروانہ غم شام بلا
پھر وہی دفتر طول شب ہجران نکلا

تیر پیکان سے چبا دل مین خیال مژگان
ہائے اتنا سا یہ کانٹا ستم جان نکلا

شورش حسن نے چھڑکا وہ نمک زخمون پر
کہ ہر اک زخم کا منہ لیکے نمکدان نکلا

آپ کہتے تھے کہ مشکل ہے مگر دیکھ لیا
آپ پر جان سے جانا بہت آسان نکلا

جان لے لی دل بیمار کی بس بھر پایا
آپ تو ارمان ترا اے شب ہجران نکلا

شمع اوٹھی ترے آگے سے تو رو لی اوٹھی
مین بھی نکلا تری محفل سے تو گریان نکلا

دیگر با قافیہ ارمان

گھر سے دشمن ترے با حال پریشان نکلا
لاکھ ارمانون کا یہ ایک ہی ارمان نکلا

کچھ نہ پوچھو کہ گزر جاتی ہے کیا کچھ دل پر
جب یہ سنتے ہین کسی کا کوئی ارمان نکلا

ہوش جاتے رہے جب ہوش ہوا جلوہ کا
بیخودی چھا گئی جب دید کا ارمان نکلا

بجلیان ٹوٹ پڑین آگئی آفت دل پر
کیا قیامت ہوئی کیون دید کا ارمان نکلا

وعدۂ وصل ترا اور مرا شوق وصال
نہ یہ حسرت کبھی نکلی نہ وہ ارمان نکلا

جب اُٹھے ہاتھ دُعا کے لیے دل بیٹھ گیا
نہ کھلے لب نہ مٹا غم نہ کچھ ارمان نکلا

دل گیا جان گئی عشق مین کیا کیا نہوا
لٹ گئے مٹ گئے دل کا نہ کچھ ارمان نکلا

کچھ تمنا ئین وہی تہین جو بر آئین ادہر
وہی ارمان تہا جو الٰہی مین جو ارمان نکلا

آپ کے حکم کی تعمیل بہر حال ہے فرض
آپ فرمائین تو کہدون مرا ارمان نکلا

تو اگر آئے تو سمجھون کہ بر آئی امید
دم نکلجاے تو جانون کوئی ارمان نکلا

دل لیے اُٹھنے لگے - عید مبارک سید
شکر صد شکر کہ آج آپکا ارمان نکلا

صفدر - جناب منشی سید صفدر علی صاحب مرزا پوری مقیم بہوپال

بیٹھکر دل مین نہ پھر تیر کا پیکان نکلا
پردے پردے مین کوئی جان کا خواہان نکلا

دل بلبل مین کہلا تہا جو گل داغ جنون
وہی گل زینتِ آغوش گلستان نکلا

کسکی زلفون کا تصور تہا دم فکر سخن
دل سے مضمون جو نکلا وہ پریشان نکلا

اُف رے شوخی کی ادا بزم عزا سے میرے
مسکراتا ہوا وہ فتنۂ دوران نکلا

تم نکالو تو ذرا تیر کا پیکان دل سے
خود تڑپ میری یہ کہدیگی وہ ارمان نکلا

یہ بتا پردۂ ناموس زلیخا مجھکو
کسکے ہاتھون سے مہ مصر کا دامان نکلا

خواہش مرگ بھی میری نہ بر آئی افسوس
ہون وہ مایوس کہ اتنا بھی نہ ارمان نکلا

نزع مین یاد جو درد کے تمہاری آئی
دم بھی رک رک کے مرے سینے سے پیکان نکلا

نام ہے معرکہ شعر مین اپنا صفدر
ہاتھ سے میرے نہ اب تک کوئی میدان نکلا

محوی - جناب منشی محمد حسین صاحب لکھنوی مقیم بہوپال

اس طرح دل سے ترے تیر کا پیکان نکلا
خون خون ہو ہو کے مری آنکھون سے ارمان نکلا

خاک تربت بھی ترستی رہی اک بوسے کو
اس ادا سے وہ سمیٹے ہوے دامان نکلا

تیرے ملنے سے خلش ہو گئی دونی دل کی
ہائے ارمان بھی مرا صورت پیکان نکلا

ہم گنہگارون سے منہ پھیر لیا یون تو نے
حشر کے دن بھی نہ دیدار کا ارمان نکلا

پیستا ہے فلک پیر، وبال ہے زمین
جور سے ان کی نہ بچکر کوئی انسان نکلا

نہ ہوا کوئی بُرے وقت کا افسوس شریک
دل بھی پہلو مین طرفدار حسینان نکلا

[illegible]

یہ مجموعہ نادرہ ہے بزم سخن کا + کیا جو سرور اور قیصر نے تدوین [illegible] سال تاریخ یون مین نے محوی + بلیغ ادب ہے گلدستۂ رنگین
۱۹ ۱۰ ع

قیمت سالانہ دو روپیہ

ع محصول ڈاک پیشگی

رسالہ الحجاب

یہہ رسالہ زیر ایڈیٹری سید محمد یوسف صاحب قیصر ہر مہینے شایع ہوتا ہی بیگماتی لٹریچر مین دو سال کے اندر اس رسالہ نے ایک حیرت انگیز اضافہ کیا ہے۔

(۱) ہندوستان کی تمام مشہور اور نامور انشا پرداز خواتین اور ملک کے جادو نگار اور ہندوستان کے مایۂ ناز مضمون نگار اس کے قلمی معاون ہین۔

(۲) عربی۔ فارسی۔ فرینچ۔ اُردو کے مردانے رسالون اور اخبارون سے مفید نسوان مضامین کا قابل قدر اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

(۳) ہندوستان اور غیر ممالک مین سیکڑون کی تعداد مین بھیجا جاتا ہے۔ تمام انگلو انڈین۔ دیسی۔ اور نیم سرکاری اخبارات نے اس پر پر زور اور حوصلہ افزا ریمارک کئے ہین۔

(۴) سب سے زیادہ قابل تعریف بات اس رسالہ کی یہ ہی کہ ہز ہائینس حضور سرکار عالیہ نواب بیگم صاحبہ اقبالہا اسکی سرپرست و معاون ہین۔ قیمت ہر حال مین پیشگی لیجاتی ہے

بیاض ارشد

ہندوستان کے سحر طراز انشا پرداز جناب سید رشید احمد صاحب ارشد تھانوی نے اپنی ابتدائی غزلونکو ایک دلچسپ مجموعہ کی شکل مین چھپوایا ہی۔ ہر غزل مرصع اور ہر شعر تیر و نشتر ہی پاکیزہ تخیلات اور نفیس افکار اگر آپ دیکھنا چاہتے ہین تو ۱۲؍ قیمت پر یہہ بیاض منگا لیجیے۔

منیجر رسالہ الحجاب بھوپال اسٹیٹ۔

DATE	NO.	DATE	NO.